باب نمبر 2

قیام پاکستان

سوال 1: دوقومی نظریہ کے ارتقاء کی وضاحت کیجئے۔ (لاہور بورڈ 2005ء)

جواب: **نظریہ:**

نظریے کے لیے عام طور پر آئیڈیالوجی کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ فلسفے میں تصوّرات کے ساتھ ساتھ جب لائحہ عمل کو بھی شامل کر لیا جائے تو یہ نظریہ کہلاتا ہے۔ نظریہ عام طور پر کسی بھی سیاسی، معاشرتی یا معاشی تحریک کے ایسے لائحہ عمل کو کہتے ہیں جو حالات وواقعات کی روشنی میں کسی بھی قوم کا مشترکہ نصب العین بن جائے۔

دوقومی نظریہ:

برصغیر کے تاریخی تناظر میں دوقومی نظریہ سے مراد یہ ہے کہ وطن کے اشتراک کے باوجود برصغیر کے مسلمان اور ہندو دو الگ الگ قومیں ہیں۔ یہی تصور نظریہ پاکستان کی اساس ہے۔

قائدِ اعظمؒ نے فرمایا تھا کہ دوقومی نظریے کی بنیاد اسی روز پڑ گئی تھی جب ہندوستان میں پہلا ہندو مسلمان ہوا تھا۔ گویا برصغیر میں دوقومی نظریے کی ابتداء تو مسلمانوں کی آمد کے ساتھ ہی ہوگئی تھی۔ پھر مختلف مواقع پر اس نظریے کے اظہار، ارتقاء اور استحکام کی صورتیں پیدا ہوتی گئیں۔

اسلام اور دوقومی نظریہ:

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو مخاطب کرنے کے لیے یَا اَیُّھَا النَّاسُ یعنی اے لوگو! اور یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ اے ایمان والو! کے لفظ استعمال کیے ہیں اسلام کی رو سے لوگوں کی دو اقسام بیان کی گئی ہیں اوّل وہ لوگ جو کافر ہیں دوم وہ لوگ جو مسلمان ہیں۔ یعنی بنیادی طور پر اسلام کافر اور مسلمان کے درمیان فرق روا رکھے ہوئے ہے۔ یعنی اسلام دوقومی نظریے کی بھرپور حمایت کرتا ہے۔

دوقومی نظریے کی اہمیت:

دوقومی نظریہ کو برصغیر کی تاریخ میں بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ پاکستان کا قیام یقیناً اسلامی نظریہ حیات اور دوقومی نظریے کی بنیاد پر ہوا۔ بلکہ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ دوقومی نظریہ ہی وہ نظریہ تھا جس کی بنیاد پر برصغیر کے مسلمانوں نے علیٰحدہ وطن کے حصول کے لیے نظریہ پاکستان کی تشکیل کی اور پاکستان کے حصول کے لیے تحریک چلائی۔ یقیناً یہی وہ نظریہ ہے جس کی بناء پر برصغیر میں مسلمانوں کو علیٰحدہ قوم کا رُتبہ ملا اور مسلمانوں نے اسی نظریے کی بنا پر جداگانہ انتخابات کا مطالبہ کیا اور اپنے حقوق اور مفادات کے تحفظ کے لیے کوششیں کیں۔

دوقومی نظریے کا ارتقاء:

دوقومی نظریہ کو علامہ اقبالؒ کے خطبہ الٰہ آباد سے منسوب کیا جاتا ہے حالانکہ یہ خطبہ دوقومی نظریے کا آغاز نہیں بلکہ ارتقاء کا نقطہ ہے اور یہی وہ نظریہ تھا جس کی بناء پر حضرت شاہ ولی اللہؒ نے اورنگ زیب عالمگیر کی وفات کے بعد مسلمانوں کے احیاء اور اتحاد کے لیے کوشش کی۔ اسکے علاوہ مختلف قائدین نے مختلف اوقات میں دوقومی نظریے کو استحکام پہنچایا۔

1۔ **سرسید احمد خان اور دوقومی نظریہ:**

1857ء کی جنگ آزادی میں ناکامی کے بعد مسلمان برصغیر میں سخت بحران میں مبتلا ہو گئے۔ اس صورتِ حال میں سرسید احمد خاں نے مسلمانوں کی فلاح کا بیڑا اُٹھایا۔ آپ نے اس وقت ہی ہندوؤں کے ارادوں کو بھانپ لیا جب 1867ء میں مسلمانوں کی ثقافتی اور تہذیبی پہچان کو

ختم کرنے کے لیے ہندوؤں نے اُردو زبان کو ختم کر کے ہندی زبان رائج کرنے کا مطالبہ کر دیا اور اس کے لیے سرکاری حمایت حاصل کرنے لگے۔

سرسید احمد خاں نے 1867ء میں برملا کہہ دیا تھا کہ برصغیر کے مسلمان اور ہندو دو علیحدہ قومیں ہیں اس سلسلے میں آپ نے ارشاد فرمایا: ”میں اس بات کا قائل ہو چکا ہوں کہ برصغیر کے مسلمان اور ہندو دو علیٰحدہ قومیں ہیں“۔ اس سلسلے میں آپ نے 1867ء میں مسلمانانِ برصغیر کے لیے علیٰحدہ ”قوم“ کا لفظ استعمال کیا۔ اس لحاظ سے سرسید احمد خان کو بلاشبہ برصغیر میں دوقومی نظریے کا بانی قرار دیا جاسکتا ہے۔ آپ نے برملا کہہ دیا تھا کہ ہندو اور مسلمان دو الگ الگ قومیں ہیں جو ایک دوسرے میں جذب نہیں ہوسکتیں۔

2۔ علامہ اقبالؒ اور دوقومی نظریہ:

1930ء کے خطبہ الٰہ آباد میں علامہ اقبالؒ نے واشگاف الفاظ میں کہہ دیا کہ شمال مغربی ہندوستان میں ایک الگ مملکت بنا دی جائے۔ انگریزوں اور ہندوؤں نے اس بات کو تسلیم نہ کیا لیکن برصغیر کے مسلمان الگ ملک بنانے کے لیے سنجیدہ تھے۔ انہوں نے ہر ممکن کوششیں جاری رکھیں دو قومی نظریے کے حوالے سے علامہ اقبالؒ نے برملا کہا کہ ”مجھے ایسا نظر آتا ہے کہ اور نہیں تو شمال مغربی ہندوستان میں بالآخر ایک اسلامی ریاست قائم کرنا پڑے گی“۔ علامہ اقبالؒ نے نہ صرف دوقومی نظریے کو تقویت پہنچائی بلکہ آپ نے اسی نظریے کی بناء پر برصغیر کے مسلمانوں کے لیے علیٰحدہ وطن کے حصول کا نظریہ بھی پیش کیا۔

3۔ قائدِ اعظمؒ اور دوقومی نظریہ:

قائدِ اعظم دوقومی نظریہ کے زبردست حامی تھے وہ ہر لحاظ سے مسلمانوں کو ایک الگ قوم کا درجہ دیتے تھے۔ آپ نے اس سلسلے میں فرمایا: ”قومیت کی جو بھی تعریف کی جائے مسلمان اس تعریف کی رو سے الگ قوم ہیں۔ وہ اس بات کا حق رکھتے ہیں کہ اپنی الگ مملکت قائم کریں“۔ قائدِ اعظمؒ مسلمانوں کو ہر لحاظ سے علیٰحدہ قوم اور اسلام کو ہر لحاظ سے علیٰحدہ مذہب تصور کرتے تھے۔ آپ کی قائدانہ کوششوں کا نتیجہ تھا کہ 1940ء کو قراردادِ پاکستان منظور ہوئی اور اس قرارداد کی منظوری کے بعد دوقومی نظریہ کی بنیاد پر آپ 14 اگست 1947ء کو برصغیر کے مسلمانوں کے لئے الگ وطن کے حصول میں کامیاب ہوئے۔

4۔ شاہ ولی اللہؒ نے مسلمانوں کی الگ اور مکمل اسلامی ریاست کا تصوّر دیا اور اس کے قیام کے لئے 1831ء شاہ اسمٰعیل شہید اور سید احمد شہید بریلوی برسرِ پیکار رہے۔

5۔ جان برائٹ اور دوقومی نظریہ:

ایک انگریز مفکر جان برائٹ نے 24 جون 1858ء کو مسلمانوں کی الگ ریاست کا تصور پیش کیا۔

6۔ دیگر مسلم رہنما اور دوقومی نظریہ:

ا۔ مولانا جمال الدین افغانیؒ:

1879ء میں مولانا جمال الدین افغانیؒ نے دوقومی نظریہ کا تصور پیش کیا۔

۲۔ مولانا عبدالحلیم شرر:

1890ء میں مولانا عبدالحلیم شرر نے دوقومی نظریہ کا تصور پیش کیا۔

۳۔ ولایت علی بمبوق:

1913ء میں ولایت علی بمبوق نے دوقومی نظریہ کا تصور پیش کیا۔

۴۔ مولانا مرتضیٰ احمد میکش:

1928 ء میں مولانا مرتضیٰ احمد میکش نے دو قومی نظریہ کا تصور پیش کیا۔

۵۔ مولانا اشرف علی تھانویؒ:

مولانا اشرف علی تھانویؒ نے 1928 ء میں مسلمانوں کی الگ ریاست کے قیام کی بات کی۔ گویا 1930 ء سے قبل دو قومی نظریہ ارتقاء کے تمام مراحل طے کر چکا تھا۔

۶۔ چوہدری رحمت علی:

1933 ء میں چوہدری رحمت علی نے دو قومی نظریے پر مبنی مجوزہ ریاست کا نام ''پاکستان'' تجویز کیا۔

شملہ وفد اور دو قومی نظریہ (جداگانہ انتخابات):

یکم اکتوبر 1906 ء کو شملہ کے مقام پر سر آغا خاں کی قیادت میں 35 ممبران پر مشتمل ایک وفد وائسرائے ہند لارڈ منٹو سے ملا جس میں مسلمانوں نے جداگانہ انتخابات کا مطالبہ کیا۔ یہ برصغیر کے مسلمانوں کا برطانوی حکومت سے پہلا مطالبہ تھا جو دو قومی نظریے کی بنیاد پر کیا گیا۔

مسلم لیگ کا قیام:

شملہ وفد کی کامیابی کے بعد مسلمان یہ بات سوچنے پر مجبور ہو گئے کہ برصغیر کے مسلمانوں کے لیے کوئی نہ کوئی ایسی سیاسی جماعت یا تنظیم ہونی چاہیئے جو مسلم مطالبات کو برطانوی حکومت کے سامنے پیش کرے۔ 30 دسمبر 1906 ء کو ڈھاکہ میں نواب سلیم اللہ خان آف ڈھاکہ، نواب محسن الملک اور نواب وقار الملک نے مل کر مسلم لیگ کے نام سے مسلمانوں کے لیے ایک جماعت قائم کی۔ اس جماعت کی بنیاد بھی اسلام اور دو قومی نظریے کی بنیاد پر ہی رکھی گئی۔

قراردادِ پاکستان اور پاکستان کا قیام:

1909 ء میں جداگانہ انتخاب کا حق ملنے اور پھر 1916 ء میں لکھنو پیکٹ میں اس کو تسلیم کیے جانے سے دو قومی نظریے کو تقویت ملی۔ ہندوؤں نے مسلمانوں کو ہر طرف سے دبانے کی کوشش کی اور 1937 ء کی کانگریسی وزارتوں نے مسلمانوں پر ہر طرح سے مظالم کی انتہا کر دی۔

☆ 1940 ء میں مسلم لیڈروں نے قرارداد لاہور پیش کر کے یہ ثابت کر دیا کہ اب وہ الگ وطن حاصل کر کے رہیں گے۔ تاریخ نے یہ بات سات سال کے عرصہ میں ثابت کر دی اور آخر کار 1947 ء میں دو قومی نظریے کی بنیاد پر پاکستان دنیا کے نقشہ پر ایک الگ وطن کی حیثیت سے سامنے آیا۔

سوال 2: تحریکِ علیگڑھ کے لیے سر سید احمد خاں کی خدمات بیان کیجئے۔

جواب: 1857 ء کی جنگِ آزادی میں ناکامی کے ساتھ ہی برصغیر کے مسلمانوں کی تاریخ کا سیاہ ترین دور شروع ہو گیا۔ مسلمان بحیثیت قوم انگریزوں کی نفرت اور انتقامی کارروائیوں کا نشانہ بنے۔ اِن حالات میں سر سید احمد خاں نے تحریک علیگڑھ کے ذریعے قوم کی رہنمائی کا بیڑا اُٹھایا۔

1۔ ابتدائی زندگی

سر سید احمد خاں 17 اکتوبر 1817 ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد صرف 18 سال کی عمر میں 1835 ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی میں بطورِ نائب منشی ملازمت اختیار کر لی۔ 1846 ء میں آپ کو چیف جج کے عہدے پر ترقی دے دی گئی۔ سر سید احمد خاں وہ لیڈر تھے جنہوں نے جنگِ آزادی کے بعد مسلمانوں کے لیے بہت خدمات سرانجام دیں۔ آپ نے مسلمانوں کی تعلیمی، سیاسی اور مذہبی ترقی کے لیے عملی کام کیا۔ آپ نے اس بات کا اندازہ لگا لیا تھا کہ مسلمان تعلیمی ترقی کے بغیر کچھ نہیں کر سکتے۔ دورانِ ملازمت آپ کئی شہروں میں

تعینات رہے جس کی وجہ سے آپ کو مسلمانوں کے حالات سے آگاہی میں بہت مدد ملی۔

2۔ جنگ آزادی اور سرسید احمد خاں

جنگ آزادی کے دوران سرسید احمد خاں نے کئی انگریزوں کی جان بچائی جس کی بناء پر آپ کو انگریزی حکومت کی طرف سے گورنر بنائے جانے کی پیشکش کی گئی مگر آپ نے انکار کر دیا اور اپنی پیشہ وارانہ سرگرمیاں انجام دیتے رہے۔ جنگِ آزادی کے بعد سرسید احمد خاں ہی وہ لیڈر تھے جنہوں نے مسلمانوں کیلئے تعلیمی، سیاسی، سماجی اور اقتصادی لحاظ سے خدمات سرانجام دیں اور انہیں ہندوؤں اور انگریزوں کے عتاب سے بچانے کی کوشش کی اور مسلمانوں کی اصلاح کا بیڑا اُٹھایا۔

3۔ سرسید احمد خاں کا اہم کارنامہ

سرسید احمد خاں کا اہم کارنامہ تحریکِ علیگڑھ کا قیام اور رسالہ ''اسبابِ بغاوتِ ہند'' تھا۔

4۔ تحریکِ علیگڑھ کے مقاصد

سرسید احمد خاں نے مسلمانوں کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کرنے، مسلم تشخص کو اجاگر کرنے اور مسلم تہذیب و تمدن کی نشوونما کرنے کی ٹھان لی۔ سرسید احمد خاں کی تحریکِ علیگڑھ کے درج ذیل مقاصد تھے۔

1۔ حکومت اور مسلمانوں کے درمیان اعتماد بحال کرنا۔ 2۔ مسلمانانِ برصغیر کو جدید علوم اور انگریزی زبان سیکھنے کی طرف راغب کرنا۔

3۔ مسلمانانِ برصغیر کو سیاست سے باز رکھنا۔

5۔ تحریک علیگڑھ کی سیاسی خدمات:

تحریکِ علیگڑھ کی سیاسی خدمات مندرجہ ذیل ہیں۔

سیاست سے دور رہنے کا مشورہ:

سرسید احمد خاں مسلمانوں کو سیاسی طور پر کمزور سمجھتے تھے اس لیے انہوں نے مسلمانوں کو تعلیم کی طرف توجہ دینے کے لیے کہا تاکہ مسلمان پہلے تعلیم حاصل کریں اور پھر سیاست میں حصہ لیں۔

رسالہ ''اسباب بغاوت ہند'':

رسالہ ''اسباب بغاوت ہند'' بھی سرسید احمد خاں کی ایک اہم سیاسی خدمت تھی۔ اس رسالہ میں آپ نے جنگ آزادی کے حقیقی اسباب سے انگریز حکومت کو آگاہ کیا تاکہ مسلمانوں اور انگریزوں کے درمیان پائی جانے والی نفرت کو کم کیا جا سکے۔

سیاسی مسیحا:

جنگِ آزادی کے بعد سرسید احمد خاں کی حیثیت سیاسی مسیحا سے کم نہ تھی۔ مسلمانانِ برصغیر کے وجود کو قائم رکھنے کے لیے آپ آگے بڑھے اور انگریزوں کی غلط فہمیاں دور کرنے کی کوشش کی۔

اُردو ہندی تنازعہ اور سرسید احمد خاں (1867ء):

1867ء میں ہندوؤں نے اُردو کی بجائے انگریزی کے ساتھ ہندی کو سرکاری زبان کا درجہ دلوانے کی کوشش کی اور اس سلسلے میں انہوں نے انگریزی حکومت کو بھی تیار کر لیا۔ مگر ہندوؤں کی اس کوشش کو ناکام بنانے کے سلسلے میں سب سے اہم کردار سرسید احمد خاں نے ادا کیا۔ انہوں نے انگریزی حکومت پر دباؤ ڈالا اور ہندوؤں کی اس کوشش کو ناکام بنایا۔

کانگریس سے دور رہنے کا مشورہ:

انڈین نیشنل کانگریس کی بنیاد ایک انگریز اے۔ او۔ ہیوم نے 1885ء میں رکھی۔ کانگریس کے قیام کا مقصد ہندوستانیوں کو سیاسی پلیٹ فارم مہیا کرنا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے بہت سے ہندوؤں نے اس میں شمولیت اختیار کی۔ سرسید احمد خاں پر بہت جلد واضح ہو گیا کہ یہ صرف ہندوؤں کی جماعت ہے۔ ہندوستان کی تمام اقوام کی نمائندہ جماعت نہیں ہے۔ لہٰذا سرسید احمد خاں نے مسلمانوں کو کانگریس سے الگ رہنے کا مشورہ دیا۔

سرسید احمد اور دو قومی نظریہ:

1857ء کی جنگ آزادی میں ناکامی کے بعد مسلمان برصغیر میں سخت بحران میں مبتلا ہو گئے۔ اس صورتِ حال میں سرسید احمد خاں نے مسلمانوں کی فلاح کا بیڑا اُٹھایا۔ آپ نے اس وقت ہی ہندوؤں کے ارادوں کو بھانپ لیا۔ آپ نے 1867ء میں برملا کہہ دیا تھا کہ “میں اس بات کا قائل ہو چکا ہوں کہ برصغیر کے مسلمان اور ہندو دو علیٰحدہ قومیں ہیں”۔ اس سلسلے میں آپ نے 1867ء میں مسلمانانِ برصغیر کے لیے علیٰحدہ “قوم” کا لفظ استعمال کیا۔ اس لحاظ سے سرسید احمد خان کو بلاشبہ برصغیر میں دو قومی نظریے کا بانی قرار دیا جا سکتا ہے۔

6- تحریکِ علیگڑھ کی تعلیمی خدمات:

مراد آباد میں فارسی سکول کا قیام:

تحریکِ علیگڑھ کے سلسلے میں سب سے پہلے آپ نے 1859ء میں مراد آباد میں ایک فارسی سکول قائم کیا۔ جہاں فارسی، انگریزی اور دیگر علوم پڑھائے جاتے تھے۔

غازی پور سکول:

سرسید احمد خان نے 1862ء میں غازی پور میں ایک سکول قائم کیا۔ جہاں پر انگریزی زبان کی تعلیم بھی دی جاتی تھی۔

سائنٹیفک سوسائٹی کا قیام:

سرسید احمد خاں نے 1863ء میں غازی پور میں سائنٹیفک سوسائٹی کی بنیاد رکھی۔ سائنٹیفک سوسائٹی کا مقصد سائنسی اور جدید علوم کا برصغیر کی مقامی زبانوں میں ترجمہ کرنا تھا تاکہ مسلمان جدید سائنسی علوم اور انگریزی زبان سیکھ سکیں۔ 1876ء میں اس سوسائٹی کا دفتر علیگڑھ منتقل کر دیا گیا۔

ایم۔ اے۔ او سکول کا قیام:

آپ نے 1875ء میں محمڈن اینگلو اورینٹل (M.A.O) سکول کی بنیاد رکھی۔ یہ سکول علی گڑھ میں قائم کیا گیا۔

ایم۔ اے۔ او کالج:

ایم۔ اے۔ او سکول کو دو سال بعد 1877ء میں کالج کا درجہ دیا گیا۔ جہاں جدید اور سائنسی علوم پڑھائے جاتے تھے۔

مسلم یونیورسٹی علیگڑھ:

ایم۔ اے۔ او کالج کو آپ کی وفات کے بعد 1920ء میں یونیورسٹی کا درجہ دے دیا گیا۔ بیسویں صدی کے شروع میں مسلمانوں کا پڑھا لکھا طبقہ اسی تعلیمی ادارے کا تعلیم یافتہ تھا۔

محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس:

آپ نے 1886ء میں محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے نام سے ایک ادارے کی بنیاد رکھی۔ جس نے مسلمانوں کی تعلیمی ضرورتوں کے لیے رقوم کی فراہمی میں اہم کردار ادا کیا اور اسی کانفرنس کی کارکردگی سے متاثر ہو کر مختلف شہروں میں سکول قائم کیے گئے۔

7۔ تحریک علیگڑھ کی اقتصادی اور سماجی خدمات اور سر سید احمد خاں:

جنگِ آزادی کے بعد انگریزوں اور ہندوؤں نے مسلمانوں پر سیاسی، سماجی اور اقتصادی لحاظ سے دباؤ بڑھایا۔ مسلمانوں پر نئی ملازمتوں کے دروازے بند کر دیئے گئے بلکہ چھوٹے چھوٹے بہانے بنا کر ملازمتوں سے برطرف کیا جانے لگا اور مسلمانوں کی معاشرتی و سماجی زندگی پر مختلف انداز میں ہندو اور انگریز اثر انداز ہونے لگے۔ ان حالات میں سر سید نے مسلمانوں کو تعلیم دے کر ان کی اخلاقی، معاشرتی، سماجی اور اقتصادی خدمت سرانجام دی۔

8۔ سر سید احمد خاں کی ادبی خدمات:

سر سید احمد خاں نہ صرف ایک بہت بڑے دانشور تھے بلکہ ایک عمدہ انشاء پرداز بھی تھے۔ آپ نے مختلف موضوعات پر کتابیں لکھیں۔ آپ کی اہم کتابوں میں سے چند ایک مندرجہ ذیل ہیں۔

ا۔ خطباتِ احمدیہ
۲۔ رسالہ تہذیب الاخلاق
۳۔ تفسیر القرآن
۴۔ رسالہ "اسباب بغاوت ہند"
۵۔ تبئین الکلام
٦۔ آئین اکبری

9۔ تحریکِ علیگڑھ کے اثرات:

سر سید احمد خاں کی توجہ کا مرکز علیگڑھ تھا۔ سر سید کے کارنامے ان کی زندگی تک ہی محدود نہ تھے بلکہ انہوں نے ایک ایسی تحریک شروع کی جس نے ان کی وفات کے بعد بھی قومی خدمات کا کام جاری رکھا۔ سر سید احمد خاں نے تحریکِ علیگڑھ کے ذریعے مسلمانوں کو ایک لڑی میں پرو دیا جس سے مسلمانوں کے لیے جداگانہ تشخص کی تشکیل ہوئی۔

10۔ وفات:

سر سید احمد خاں کو بلاشبہ پاکستان کا حقیقی خالق کہا جا سکتا ہے۔ یہ عظیم مفکر اور سیاسی مسیحا 27 مارچ 1898ء کو وفات پا گئے سر سید احمد خان کی وفات کے بعد ان کا کام مولانا الطاف حسین حالؔی اور نواب محسن الملک نے جاری رکھا۔ تحریکِ علیگڑھ کی خدمات کو تحریکِ پاکستان میں کسی طور بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

سوال 3: **مسلم لیگ کے قیام کے محرکات (اسباب) اور مقاصد تحریر کیجئے۔ (لاہور بورڈ 2003ء)**

جواب: آل انڈیا مسلم لیگ کا قیام 30 دسمبر 1906ء کو ڈھاکہ کے مقام پر عمل میں آیا۔ محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے سالانہ اجلاس کے اختتام پر برصغیر کے مختلف صوبوں سے آئے ہوئے قائدین کا اجلاس نواب سلیم اللہ خان آف ڈھاکہ کی رہائش گاہ پر ہوا۔ جس میں مولانا محمد علی جوہر، مولانا ظفر علی خان، حکیم اجمل خاں، سر آغا خاں اور دیگر قائدین نے شرکت کی۔ اس اجلاس میں مسلمانوں کے لئے ایک سیاسی جماعت بنانے کا فیصلہ کیا گیا۔ میاں محمد شفیع نے اس سیاسی جماعت کا نام مسلم لیگ تجویز کیا جس کی سب نے تائید کی اور یوں مسلم لیگ کا قیام عمل میں آیا۔

1۔ پہلے صدر:

سر آغا خاں کو مسلم لیگ کا پہلا صدر چُنا گیا۔

2۔ صدر دفتر

مسلم لیگ کا صدر دفتر علیگڑھ میں قائم کیا گیا۔

3۔ پہلا سالانہ اجلاس

مسلم لیگ کا پہلا سالانہ اجلاس 1907ء کو کراچی میں منعقد ہوا جس میں مسلم لیگ کی رُکنیت سازی کی طرف توجہ دینے کی قرارداد منظور کی گئی۔

مسلم لیگ کے قیام کے محرکات (اسباب):

مسلم لیگ کے قیام کے محرکات مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ تقسیم بنگال اور ہندوؤں کا ردِ عمل

تقسیم بنگال 1905ء انگریزوں کی ضرورت کے نتیجے میں ہوئی۔ اس تقسیم سے مسلمانوں کو سیاسی اور معاشی فائدے پہنچنے کا امکان تھا لیکن ہندوؤں نے اس کو درست نہ مانا۔ انہوں نے احتجاجی سیاست کو اپنایا، جلوس نکالے اور ہنگامہ آرائی کی جس کے نتیجے میں حالات بہت خراب ہو گئے۔ مسلمانوں نے محسوس کیا کہ انہیں بھی اپنے آپ کو سیاسی طور پر منظّم کر لینا چاہیئے۔ انگریزوں نے ہندوؤں کے دباؤ میں آ کر 1911ء میں تقسیمِ بنگال کو منسوخ کر دیا جس کی وجہ سے مسلمانوں کو بھی ایک علیٰحدہ سیاسی جماعت کی ضرورت محسوس ہوئی۔

2۔ انگریزوں کا رویّہ

جنگِ آزادی کے بعد انگریزوں نے مسلمانوں سے اختیارات چھینے، ہندوؤں کو اپنے ساتھ ملا کر مسلمانوں کو دباتے رہے اور ان پر ظلم و ستم روا رکھا۔ انہیں معاشی طور پر محروم رکھا۔ اسی وجہ سے مسلمان، انگریزوں اور ہندوؤں کے خلاف ہو گئے۔

3۔ مسلمانوں کی محرومیت

1892ء کے ایکٹ کے تحت انگریز حکمرانوں نے زیادہ اختیارات حاصل کر لیے۔ حکومتی سطح پر ہندوؤں کو اپنے ساتھ ملا لیا جس سے مسلمانوں کو محرومیت کا اور زیادہ احساس ہونے لگا۔ یہی وجہ تھی کہ مسلمان لیڈر اکٹھے ہو کر شملہ گئے اور واپس آ کر اپنے آپ کو سیاسی طور پر منظّم کر لیا۔

4۔ مسلمانوں کو سیاسی طور پر نظر انداز کرنا

جنگِ آزادی کے بعد مسلمانوں کو سیاسی طور پر نظر انداز کر دیا گیا۔ ہندوؤں نے انگریزوں سے مل کر مسلمانوں پر سیاسی دباؤ بڑھایا اور مسلمانوں کو ہر شعبے میں نظر انداز کیا جانے لگا۔ برطانوی حکومت نے 1892ء کے ایکٹ کے تحت مسلمانوں پر اور زیادہ سیاسی دباؤ بڑھایا اور انہیں کسی بھی سیاسی سرگرمی میں حصہ لینے کی اجازت نہ دی اور نہ ہی انہیں سیاسی کاموں میں شریک کیا جس کی وجہ سے مسلمانوں میں احساسِ محرومیت بڑھتا گیا اور انہوں نے اپنے لیے علیٰحدہ سیاسی جماعت کے بارے میں سوچنا شروع کر دیا۔

5۔ شملہ وفد کی کامیابی

1906ء میں سر آغا خاں کی قیادت میں مسلمانوں کا ایک وفد اپنے مطالبات لیکر وائسرائے ہند لارڈ منٹو سے ملا۔ جس میں مسلمانوں نے جداگانہ انتخابات کا مطالبہ کیا۔ شملہ وفد میں مسلمانوں کو وائسرائے کی طرف سے مثبت جواب ملا۔ مسلمانوں کی اس وقت کوئی سیاسی جماعت نہ تھی۔ شملہ وفد کے بعد مسلمانوں نے شدت سے اپنے لیے ایک سیاسی جماعت کی ضرورت محسوس کی جو مسلم لیگ کی صورت میں پوری ہوئی۔

6۔ اردو ہندی تنازعہ 1867ء

1867ء میں ہندوؤں نے انگریزی کے ساتھ ہندی زبان کو اردو کی جگہ سرکاری زبان کا درجہ دلوانے کی کوشش کی جس کی وجہ سے فسادات

شروع ہو گئے اور مسلمانوں کو کافی جانی و مالی نقصان اُٹھانا پڑا۔ اس سلسلے میں ہندوؤں نے انگریزوں کو قریب قریب رضا مند کر لیا تھا مگر سر سید احمد خاں اور دیگر قائدین کی کوششوں کی وجہ سے ایسا نہ ہو سکا۔ اس واقعہ کے بعد ہندوستان کے مسلمانوں کو منظّم ہونے کی ضرورت محسوس ہوئی۔

7۔ کانگریس کا رویّہ

1885ء میں ایک انگریز اے۔ او۔ ہیوم نے کانگرس کی بنیاد رکھی جس کا مقصد ہندوستانیوں کو ایک سیاسی پلیٹ فارم مہیا کرنا تھا تا کہ وہ اپنے دل کی بھڑاس نکال سکیں اور وہ اس پلیٹ فارم پر اکٹھے ہو کر اپنے مفادات اور مطالبات حکومت کے سامنے پیش کر سکیں۔ مگر اس جماعت کے قائم ہوتے ہی ہندوؤں نے دھڑا دھڑ اس جماعت میں شمولیت اختیار کرنا شروع کر دی، جس کی وجہ سے مسلمانوں کو اپنی محرومیت کا احساس ہوا۔ بعد میں اس جماعت نے اپنے رویہ سے یہ ثابت کر دیا کہ یہ صرف خالصتاً ہندوؤں کی جماعت ہے اور یہ صرف ہندو مفادات کے لیے کام کرتی ہے۔ اس لیے مسلمانوں نے اپنی علیٰحدہ جماعت کے بارے میں سوچنا شروع کیا۔

مسلم لیگ کے قیام کے مقاصد

جب مسلم لیگ قائم کی گئی تو اس کے مندرجہ ذیل مقاصد تھے:

1۔ مسلمانوں میں برطانوی حکومت کے متعلق وفادارانہ جذبات پیدا کرنا اور حکومت کی کارروائیوں کے بارے میں ان کے شکوک و شبہات کو دور کرنا۔

2۔ مسلمانوں کے سیاسی حقوق کی حفاظت کرنا اور ان کے مطالبات و خواہشات اور ضروریات کو احسن طریقے سے حکومت کے سامنے پیش کرنا۔

3۔ مسلم لیگ کے مندرجہ بالا مقاصد کو نقصان پہنچائے بغیر برصغیر کی دوسری قوموں سے تعلقات استوار کرنا۔

مسلم لیگ کے مقاصد کی تشکیل نو:

1913ء کے مسلم لیگ کے اجلاس میں ایسی قراردادیں منظور ہوئیں جن میں مسلم لیگ کے آئین میں تبدیلی عمل میں لائی گئی۔ ان تبدیلیوں میں خود مختار نظام حکومت کا حصول، جو کہ ہندوستان کے حالات کے مطابق ہو، بھی شامل کیا گیا۔ ایک دوسری قرارداد کے ذریعے طے پایا کہ ہندوستان کے عوام کی ترقی کا انحصار ہندو مسلم اتحاد سے وابستہ ہے۔ اس طرح ہندوؤں نے ہندو مسلم اتحاد کے لیے کوششیں تیز کر دیں۔

قائدِ اعظمؒ اور مسلم لیگ

قائدِ اعظمؒ نے 1913ء میں مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی جبکہ 1934ء میں قائدِ اعظمؒ کو مسلم لیگ کا صدر بنایا گیا اور مسلم لیگ کی تنظیم نو کی گئی۔ جس کے بعد قائدِ اعظمؒ نے مسلم لیگ کو ایک فعال جماعت بنانے میں اہم کردار ادا کیا اور آپ ہی کی قیادت میں قرارداد پاکستان منظور ہوئی۔ پاکستان کا حصول بھی مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے کی گئی کوششوں کا نتیجہ ہے۔

حاصل کلام:

مسلم لیگ کا قیام مسلمان رہنماؤں کا درست فیصلہ تھا جس نے مسلمانوں کے خیالات اور خواہشات کی درست ترجمانی کی اور ایک علیٰحدہ وطن حاصل کرنے میں مسلمان کامیاب ہوئے۔

سوال 4: قائدِ اعظمؒ کے چودہ نکات بیان کیجئے۔ (لاہور بورڈ 2010-2008-2003-2002ء)

جواب: پس منظر

1892ء کے ایکٹ کے بعد انگریزی حکومت نے وعدہ کیا کہ ہر 30 سال بعد ایک نیا آئین جبکہ ہر 10 سال بعد برصغیر میں اصلاحات نافذ کی جائیں گی۔ 1909ء کی منٹو مارلے اصلاحات اور 1919ء کی لارڈ چیمسفورڈ اصلاحات اسی سلسلے کی ایک کڑی تھیں۔ 1928ء میں آل پارٹیز کانفرنس منعقد ہوئی جس کا مقصد برصغیر کے لیے ایک متفقہ آئین تیار کرنا تھا جس میں جواہر لال نہرو کی قیادت میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔ نہرو رپورٹ نے مسلمانوں کے ساتھ ماضی میں کیے گئے معاہدے پر پانی پھیر دیا اور جداگانہ نیابت کے اصول کو رد کرتے ہوئے ان تمام تحفظات کو ماننے سے انکار کر دیا جو مسلمان اپنی ترقی اور بقاء کے لیے لازمی سمجھتے تھے۔ نہرو رپورٹ کی وجہ سے معاہدہ لکھنو میں جو اتحاد پہلی بار دونوں قوموں میں ہوا تھا وہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا۔

نہرو رپورٹ:

نہرو کمیٹی نے اپنی سفارشات 10 اگست 1928ء کو پیش کر دیں۔ یہ سفارشات 15 اگست 1928ء کو شائع کر دی گئیں جسے نہرو رپورٹ کا نام دیا گیا۔

نہرو رپورٹ کے اہم نکات:

۱۔ مسلمانوں کے جداگانہ انتخابات کے مطالبے کو رد کرتے ہوئے مخلوط طریقۂ انتخاب رائج کرنے کی سفارش کی گئی۔
۲۔ مرکزی اسمبلی میں مسلمانوں کو ایک تہائی نمائندگی دینے سے انکار کرتے ہوئے ایک چوتھائی نمائندگی دینے کی سفارش کی گئی۔
۳۔ ملک میں وفاقی و پارلیمانی طرزِ حکومت کی سفارش کی گئی۔
۴۔ ہندوستان کے لیے مکمل آزادی کی بجائے نوآبادیات کا درجہ دینے کا مطالبہ کیا گیا۔
۵۔ سندھ کو ممبئی سے الگ کر کے علیحدہ صوبہ بنانے کے لیے کہا گیا، بشرطیکہ سندھ مالی لحاظ سے خود کفیل ہو۔
۶۔ صوبہ سرحد میں آئینی اصلاحات نافذ کرنے کا مطالبہ کیا گیا مگر بلوچستان کا کوئی ذکر نہ کیا گیا۔
۷۔ پنجاب اور بنگال میں مسلمانوں کو آبادی کے تناسب سے نمائندگی دینے سے انکار کر دیا گیا۔

قائدِ اعظم اور نہرو رپورٹ:

قائدِ اعظمؒ نے نہرو رپورٹ کو ماننے سے انکار کر دیا اور کوشش کی کہ ہندو اپنے رویے میں لچک پیدا کریں اور مسلمانوں کے بنیادی مطالبات کو تسلیم کر لیں مگر ہندو کسی بھی طرح نہرو رپورٹ میں تبدیلی کرنے پر رضامند نہ تھے جس کی وجہ سے بالآخر قائدِ اعظمؒ نے نہرو رپورٹ کے جواب میں 1929ء میں چودہ نکات پیش کیے۔

قائدِ اعظم کے چودہ نکات 1929ء:

قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ نے نہرو رپورٹ کو ماننے سے انکار کر دیا۔ 1929ء میں آپ نے چودہ نکات پر مشتمل رہنما اصول پیش کیے جو کہ درج ذیل ہیں۔

1۔ وفاقی آئین

آئندہ آئین وفاقی طرز کا ہو جس میں صوبوں کو زیادہ خودمختاری دی جائے۔

2- **صوبائی خودمختاری**

تمام صوبائی حکومتوں کو ایک ہی اصول پر داخلی خودمختاری دی جائے۔

3- **اقلیتوں کی نمائندگی**

صوبوں میں اقلیتوں کو مناسب نمائندگی دی جائے۔

4- **مرکزی اسمبلی میں مسلم نمائندگی**

مرکزی اسمبلی میں مسلمان ممبران کی تعداد ایک تہائی سے کم نہ ہو۔

5- **جداگانہ انتخابات**

جداگانہ انتخابات کا اصول ہر فرقہ پر لاگو ہونا چاہیئے البتہ اگر کوئی فرقہ چاہے تو اپنی مرضی سے مخلوط انتخابات قبول کر سکتا ہے۔

6- **صوبائی حدود میں ردّوبدل**

صوبوں کی حدود میں کوئی ایسی تبدیلی نہ کی جائے جس سے پنجاب، بنگال اور شمال مغربی سرحدی صوبہ کی مسلمان اکثریت متاثر ہوتی ہو۔

7- **مذہبی آزادی**

تمام لوگوں کو یکساں اور مکمل مذہبی آزادی دی جائے۔

8- **مسودۂ قانون**

اگر کوئی مسودہ یا قانون کسی خاص فرقے سے متعلق ہو اور اس فرقے کے تین چوتھائی اراکین اس مسودہ کے خلاف رائے دیں تو اسے نامنظور سمجھا جائے۔

9- **سندھ کی بمبئی سے علیحدگی**

سندھ کو بمبئی سے الگ کر کے ایک صوبہ بنا دیا جائے۔

10- **بلوچستان اور صوبہ سرحد میں اصلاحات**

بلوچستان اور شمال مغربی سرحدی صوبہ میں دیگر صوبوں کی مانند اصلاحات نافذ کی جائیں۔

11- **سرکاری ملازمتوں میں مسلمانوں کا تناسب**

سرکاری ملازمتوں میں مسلمانوں کو ان کی اہلیت اور تناسب کے لحاظ سے حصہ دیا جائے۔

12- **مذہبی اور ثقافتی تحفظ**

مسلمانوں کو مذہبی اور ثقافتی تحفظ دیا جائے۔

13- **صوبائی اور مرکزی وزارتوں میں مسلم نمائندگی**

صوبائی اور مرکزی وزارتوں میں مسلمانوں کو کم از کم ایک تہائی نمائندگی دی جائے۔

14- **مرکزی آئین میں تبدیلی**

مرکزی آئین میں صوبوں کی مرضی کے بغیر کوئی تبدیلی نہ کی جائے۔

حاصلِ کلام:

قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ کے چودہ نکات کا تجزیہ کیا جائے تو یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ نے نہ صرف مسلمانوں کے سیاسی

حقوق کی ترجمانی کی بلکہ ہندوستان میں دستوری اصلاحات کا بنیادی ڈھانچہ بھی مہیا کر دیا۔ قائدِ اعظمؒ کے چودہ نکات ان کی سیاسی بصیرت اور فہم و فراست کا منہ بولتا ثبوت ہے جس میں نہ صرف انہوں نے مسلمانوں کے حقوق و مفادات کا تحفظ کیا بلکہ مسلمانوں کے علاوہ دیگر اقلیتوں کے حقوق و مفادات کی بھی بات کی۔

سوال 5: کابینہ مشن پلان 1946ء کی وضاحت کیجیے۔

جواب: کابینہ مشن پلان 1946ء:

پس منظر:

1945ء میں انگلستان میں لیبر پارٹی کی حکومت برسر اقتدار آئی۔ برطانوی حکومت نے ہندوستان میں بڑھتی ہوئی سیاسی بے چینی کے پیش نظر تین ارکان پر مشتمل کابینہ مشن برصغیر بھیجا۔ اس سے پہلے برصغیر کے سیاسی مسائل کے حل کے لیے کرپس کو برصغیر بھیجا گیا مگر وہ بھی ناکام واپس لوٹا۔ برطانوی حکومت برصغیر کے سیاسی مسائل کا حل تلاش کرنے کے لیے جو بھی کوشش کرتی، اُسے کوئی نہ کوئی فریق قبول کرنے سے انکار کر دیتا۔ اسی مقصد کے لیے برطانوی وزیر اعظم لارڈ اٹیلی نے تین برطانوی پارلیمنٹ کے وزراء پر مشتمل ایک وفد تشکیل دیا، جسے کابینہ مشن کہا جاتا ہے۔

وفد کے ارکان

اس وفد کے ارکان کی تعداد تین تھی جو مندرجہ ذیل ہے:

سر پیتھک لارنس، اے۔ وی الیگزینڈر اور سر سٹیفورڈ کرپس (سٹیفورڈ کرپس اس وفد کے سربراہ تھے)۔

کابینہ مشن پلان کے بنیادی مقاصد

اس مشن کے مندرجہ ذیل دو بنیادی مقاصد تھے۔

ا۔ ہندوستان کی دستوری حیثیت اور حکومت کی شکل واضح کرنا۔

۲۔ مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان نفرتوں کی خلیج کم کر کے متحدہ ہندوستان میں رکھنے کی کوشش کرنا۔

کابینہ مشن پلان کی سرگرمیاں

کابینہ مشن پلان 1946ء میں برصغیر آیا اور اس نے برصغیر آتے ہی تمام سیاسی جماعتوں بالخصوص مسلم لیگ، کانگرس اور دیگر سیاسی جماعتوں کے سربراہان اور ان کے رہنماؤں سے ملاقات کی۔ گورنروں اور صوبوں کے وزرائے اعلیٰ سے تبادلہ خیال کیا۔ گورنر جنرل سے ملاقات کر کے اُس کی رائے معلوم کی۔ مسلم لیگ نے وفد سے پاکستان کے قیام کا مطالبہ کیا۔ جبکہ کانگریس نے متحدہ قومیت کی بنیاد پر جنوبی ایشیا میں کسی بھی طرح کی تقسیم کی شدید مخالفت کی اور دو قومی نظریے کو مسترد کر دیا۔ جبکہ وزیر اعظم برطانیہ لارڈ اٹیلی نے پارلیمنٹ میں بیان دیا کہ کسی بھی اقلیت کو ویٹو پاور استعمال کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ کابینہ مشن پلان تمام سیاسی پارٹیوں کو کسی ایک نقطے پر متفق کرنے میں ناکام رہا۔

قائدِ اعظمؒ اور کابینہ مشن پلان

کابینہ مشن پلان نے قائدِ اعظمؒ سے ملاقات کی مگر قائدِ اعظمؒ نے اس مشن کو واضح کر دیا کہ مسلمان صرف اور صرف آزاد اور خود مختار پاکستان کا قیام چاہتے ہیں ہندوستان میں کسی بھی طور پر ہندو مسلم تہذیبوں کے اتحاد اور دو مختلف مذاہب جو کہ دراصل مکمل علیٰحدہ نظامِ زندگی ہیں، کو یکجا نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے ہندوستان کی تقسیم کے علاوہ کوئی اور حل مسلمانوں کے لیے قابلِ قبول نہیں ہوگا۔

کابینہ مشن پلان کے اہم نکات

16 مئی 1946ء کو کابینہ مشن پلان کے اراکین نے ایک منصوبے کا اعلان کیا جس کے نمایاں پہلو مندرجہ ذیل تھے۔

۱۔ **یونین کا قیام:**

برصغیر میں یونین قائم کی جائے گی جو امورِ خارجہ، دفاع اور رسل و رسائل کی ذمہ دار ہوگی۔

۲۔ **صوبوں کے اختیارات:**

مرکزی امور کے علاوہ باقی تمام اختیارات صوبوں کو دیئے جائیں گے۔

۳۔ **گروپوں کی تشکیل:**

صوبوں کو اختیار ہوگا کہ وہ باہم گروپ بنالیں اور ہر گروپ اپنا دستور مرتب کرے۔

گروپ (الف): یو۔ پی (اتر پردیش)، بہار، اڑیسہ، سی۔ پی (Central Province)، مدراس۔ بمبئی۔
گروپ (ب) پنجاب ، سندھ اور سرحد
گروپ (ج): بنگال اور آسام

۴۔ **آئین سازی:**

ہر دس سال کے بعد صوبوں کو اختیار ہوگا کہ وہ کثرتِ رائے سے آئین میں تبدیلی کا مطالبہ کرسکیں۔

عبوری حکومت کی تجویز:

اگر کوئی سیاسی جماعت کابینہ مشن پلان کو مکمل طور پر تسلیم کرے گی تو اُسے عبوری حکومت بنانے کی دعوت دی جائے گی اور جو سیاسی جماعت کابینہ مشن کی تجاویز کو رَد کرے گی، اُسے عبوری حکومت میں شامل نہیں کیا جائیگا۔

کابینہ مشن پلان کی ناکامی:

۱۔ **کانگریس:**

کانگریس نے فوری طور پر کابینہ مشن پلان تسلیم کرلیا اور اس کو مسلم لیگ کی شکست قرار دیا مگر جب مسلم لیگ نے اس منصوبے کو تسلیم کرنے کا اعلان کیا تو کانگریس نے اس منصوبے کو ماننے سے انکار کردیا اور اپنے تحفظات کا اظہار کیا۔

۲۔ **مسلم لیگ:**

مسلم لیگ نے فوری طور پر اس منصوبے کو تسلیم کرنے سے انکار کردیا مگر قائدِ اعظمؒ نے تدبر اور دُور اندیشی سے کام لیتے ہوئے اس منصوبے کو تسلیم کرلیا اور برصغیر میں عبوری حکومت بنانے کی تجویز پر عمل درآمد کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ مسلم لیگ کو برصغیر میں عبوری حکومت بنانے کی دعوت دی جائے لیکن برطانوی حکومت نے کانگریس سے خوف زدہ ہوکر ان اصولوں سے انحراف کردیا۔ قائدِ اعظمؒ کو حکومت کی وعدہ خلافی پر بہت دُکھ ہوا اور انہوں نے 16 اگست 1946ء کو یومِ راست اقدام منانے کا فیصلہ کیا۔

سوال 6: مندرجہ ذیل پر نوٹ لکھیں۔

الف۔ ریڈکلف ایوارڈ ب۔ علامہ اقبال کا خطبہ الہ آباد 1930ء

جواب: (الف) ریڈکلف ایوارڈ: (لاہور بورڈ 2007)

مارچ 1947 میں لارڈ ماؤنٹ بیٹن وائسرائے ہند بن کر برصغیر آئے، انہوں نے برصغیر پاک و ہند کو متحد رکھنے کی پوری کوشش کی مگر ناکام رہے اور بالآخر دوبارہ انگلستان گئے اور برصغیر کی تقسیم کا منصوبہ لے کر آئے جو کہ تین جون 1947ء کا منصوبہ کہلاتا ہے۔ 3 جون 1947ء کے منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لیے برطانوی پارلیمنٹ نے 18 جولائی 1947ء کو قانون آزادیٔ ہند منظور کیا۔ قائدِ اعظمؒ محمد علی جناح پاکستان کے

پہلے گورنر جنرل بنے اور یہ فیصلہ کیا گیا کہ پنجاب اور بنگال کی تقسیم کے لیے ایک باؤنڈری کمیشن تشکیل دیا جائے گا۔ اس کی منظوری کے لیے پنجاب اور بنگال کی اسمبلیوں کے مسلم اراکین اور ہندو اراکین کے الگ الگ اجلاس منعقد ہوں گے۔ اس مقصد کیلئے سر سیرل ریڈ کلف کی سربراہی میں باؤنڈری کمیشن کی منظوری دی گئی جو کہ ریڈ کلف ایوارڈ کے نام سے جانا جاتا ہے۔

پنجاب کی تقسیم

پنجاب کی حد بندی کے لیے سر سیرل ریڈ کلف کی سربراہی میں کمیشن تشکیل دیا گیا جس کے نمائندگان مندرجہ ذیل تھے۔

۱۔ پاکستان کے نمائندے: جسٹس محمد منیر اور جسٹس دین محمد

۲۔ بھارت کے نمائندے: جسٹس مہر چند مہاجن اور جسٹس تیجا سنگھ

یہ سب حضرات ہائی کورٹ کے جج تھے۔

بنگال کی تقسیم

بنگال کی حد بندی کے لیے بھی سر سیرل ریڈ کلف کی سربراہی میں کمیشن تشکیل دیا گیا جس کے نمائندے مندرجہ ذیل تھے۔

۱۔ پاکستان کے نمائندے: جسٹس ابو صالح محمد اکرم اور جسٹس ایس۔ اے رحمان

۲۔ بھارت کے نمائندے: جسٹس سی۔ سی بسواس اور جسٹس بی۔ کے مکرجی

ریڈ کلف ایوارڈ کی بددیانتی

تقسیم کے وقت وائسرائے اور ان کے عملے نے کانگرس سے گٹھ جوڑ کر کے حد بندی کا فیصلہ کر لیا اور ریڈ کلف کو صرف دستخط کرنے والی مشین کے طور پر استعمال کیا گیا۔ تقسیم میں ریڈ کلف نے مشرقی پنجاب کے مسلم اکثریت کے کئی علاقے بھارت میں شامل کر کے ایک طرف پاکستان کو ستلج، بیاس اور راوی کے پانی سے محروم کر دیا جبکہ دوسری جانب بھارت کی سرحد کو کشمیر کے ساتھ ملا دیا۔

۱۔ زرخیز علاقوں سے محرومی

ریڈ کلف ایوارڈ نے نہ صرف بنگال میں بلکہ پنجاب میں بھی پاکستان کو کئی مسلم اکثریتی اور زرخیز علاقوں سے محروم کر دیا اس کے علاوہ پاکستان کے لیے مہاجرین کا مسئلہ بھی پیدا کر دیا۔ خصوصاً تحصیل فیروز پور اور گورداس پور ایسی تحصیلیں تھیں جن میں مسلمان واضح اکثریت میں تھے لیکن ریڈ کلف ایوارڈ نے بددیانتی سے کام لیتے ہوئے انہیں ہندوستان میں شامل کرنے کا اعلان کیا۔

۲۔ دریائی پانی کی تقسیم میں ناانصافی

ریڈ کلف ایوارڈ کی بددیانتی اور ناانصافی کی وجہ سے پاکستان نہ صرف اپنے حصے کے تین دریاؤں ستلج، بیاس اور راوی سے محروم ہوا بلکہ پاکستان اور بھارت کے درمیان نہ ختم ہونے والا پانی کا تنازعہ بھی پیدا ہو گیا۔ اس تنازعہ کو 1960ء میں سندھ طاس معاہدے کے تحت حل کر لیا گیا مگر بعد میں یہ تنازعہ پھر کھڑا ہو گیا اور ابھی تک زیرِ غور ہے۔

۳۔ بھارت کو کشمیر تک زمینی راستے کی فراہمی

بھارت سے کشمیر جانے کے لیے کوئی بھی زمینی راستہ نہ تھا مگر ریڈ کلف ایوارڈ کی ناانصافی کی وجہ سے تحصیل گورداس پور بھارت کو دیکر نہ صرف پاکستان کو زرخیز اور مسلم اکثریتی علاقے سے محروم کر دیا بلکہ بھارت کو کشمیر تک زمینی راستہ بھی فراہم کر دیا گیا۔ جس کی وجہ سے بھارت نے کشمیر پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔ مسئلہ کشمیر دونوں ملکوں کے درمیان کشیدگی کی بنیادی وجہ ہے۔

۴۔ پنجاب اور بنگال کی غیر منصفانہ تقسیم کے اثرات

پنجاب اور بنگال کی غیر قانونی اور غیر منطقی تقسیم کی وجہ سے دونوں ملکوں کے تعلقات پر بُرے اثرات مرتب ہوئے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ اس ناانصافی کی وجہ سے دونوں ملکوں کے درمیان نفرت کے جذبات پیدا ہوئے جس سے دونوں ملکوں کے درمیان اب تک تین جنگیں ہو چکی ہیں۔

۲۔ اس ناانصافی کی وجہ سے مہاجرین کا مسئلہ پیدا ہوا جس سے نہ صرف پاکستان بلکہ ہندوستان کو بھی جانی و مالی نقصان اُٹھانا پڑا۔ 5 لاکھ سے زائد لوگ مارے گئے۔ 50 ہزار سے زائد خواتین اغواء کی گئیں۔

۳۔ مہاجرین کا مسئلہ، اثاثوں کی تقسیم کا مسئلہ اور فوجی و صنعتی اثاثوں کی تقسیم کا مسئلہ، یہ ایسے مسائل تھے جو کہ اس تقسیم کی وجہ سے پیدا ہوئے۔ نوزائیدہ ریاست کے لیے ان مسائل کو کنٹرول کرنا اور مہاجرین کی آبادکاری ایک بہت بڑا مسئلہ تھا۔

۵۔ دونوں ملکوں کے درمیان اصل وجہ تنازعہ:

دونوں ملکوں کے درمیان اصل وجہٗ تنازعہ مسئلہ کشمیر ہے جو کہ اسی ریڈکلف ایوارڈ کی ناانصافی اور غیر منطقی تقسیم کا نتیجہ ہے۔ اسی مسئلے کی وجہ سے دونوں ممالک کے درمیان 1948، 1965 اور 1971ء میں تین جنگیں جبکہ وقتاً فوقتاً جھڑپیں ہوتی رہتی ہیں۔ دونوں ملکوں کے درمیان ٹھوس اور مستقل بنیادوں پر قیامِ امن کے لیے ضروری ہے کہ ان بنیادی مسائل کو حل کیا جائے تاکہ ریڈکلف ایوارڈ کی غیر منصفانہ تقسیم کی تلافی ہو سکے۔

(ب) علامہ اقبالؒ کا خطبہ الٰہ آباد (1930ء): (لاہور بورڈ 2010)

پس منظر:

1892ء میں برطانوی حکومت نے برصغیر میں ایک آئین نافذ کیا جس میں یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ ہر دس سال بعد اصلاحات نافذ کی جائیں گی جبکہ ہر 30 سال بعد ایک نیا آئین نافذ کیا جائے گا۔ 1909ء کی منٹو مارلے اصلاحات اور 1919ء میں لارڈ چیمسفورڈ اصلاحات اسی سلسلے کی کڑی تھیں۔ 1927ء تک برطانوی حکومت آئین کا جو بھی مسودہ تیار کرتی، کوئی نہ کوئی سیاسی جماعت یا فرقہ اس کو ماننے سے انکار کر دیتا۔ 1928ء کی نہرو رپورٹ اور 1929ء کے قائدِ اعظمؒ کے چودہ نکات اسی سلسلے کا حصہ تھے۔ برصغیر کے لیے کوئی متفقہ آئین تیار نہ ہو سکا تو برطانوی حکومت نے لندن میں 1930ء میں پہلی گول میز کانفرنس منعقد کی جس کا مقصد برصغیر کی تمام بڑی سیاسی جماعتوں اور فرقوں کو یکجا کر کے ایک متفقہ آئین تیار کرنا تھا۔ 1930ء میں پہلی گول میز کانفرنس میں شرکت کے لیے قائدِ اعظمؒ سمیت مسلم لیگ کے تمام بڑے بڑے قائدین لندن میں تھے۔ ان کی غیر موجودگی میں علامہ اقبالؒ کو مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس سے خطاب کرنے کا موقع ملا جس میں آپ نے تاریخی خطبہ پیش کیا جو کہ 1930ء کے خطبہ الٰہ آباد کے نام سے جانا جاتا ہے

مسلم لیگ کا 21 واں سالانہ اجلاس:

مسلم لیگ کا 21 واں سالانہ اجلاس 1930ء کو الٰہ آباد میں منعقد ہوا، جس میں آپ نے مسلمانانِ برصغیر کی اس خواہش کا اظہار کیا کہ ان کا الگ تشخص تسلیم کیا جائے۔ مسلمان یہ برداشت نہیں کر سکتے تھے کہ ان کے مذہبی سیاسی اور معاشرتی حقوق کو سلب کر لیا جائے۔

الگ وطن کا تصور:

علامہ اقبالؒ نے خطبہٗ صدارت دیتے ہوئے مسلمانانِ برصغیر کے لیے الگ ملک کا مطالبہ کر دیا۔ اسی لیے آپ کو مصوّرِ پاکستان کہا جاتا ہے کیونکہ آپ نے نہ صرف پاکستان کا تصور دیا بلکہ برصغیر کے سیاسی مسائل کا مستقل حل بھی دو بڑی قوموں کے لیے علیحدہ وطن کی صورت میں پیش کیا۔

تاریخی خطبہ:

علامہ اقبالؒ نے الٰہ آباد کے مقام پر تاریخی خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

”میری خواہش ہے کہ پنجاب، سرحد، سندھ اور بلوچستان کو ملا کر ایک ریاست بنادی جائے۔ خواہ ہندوستان برطانوی سلطنت کے اندر رہ کر یا باہر رہ کر آزادی حاصل کرے، مجھے شمال مغربی مسلم ریاست کا قیام مسلمانوں یا کم از کم شمال مغربی علاقوں کے مسلمانوں کا مقدر نظر آتا ہے۔“

آپ نے خطبہ الٰہ آباد (1930ء) میں مسلمانوں کے لیے الگ ریاست کا مطالبہ اس لیے کیا تا کہ مسلمان اس میں رہ کر اپنے مذہب اور ثقافت کے مطابق زندگی گزار سکیں۔ آپ نے فرمایا:

”مجھے ایسا نظر آتا ہے کہ اور نہیں تو شمال مغربی ہندوستان کے مسلمانوں کو بالآخر ایک اسلامی ریاست قائم کرنا پڑے گی۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ اس ملک میں اسلام بحیثیت تمدنی قوت زندہ رہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایک مخصوص علاقے میں اپنی مرکزیت قائم کرے۔ میں صرف ہندوستان میں اسلام کی فلاح و بہبود کے خیال سے ایک منظّم اسلامی ریاست کے قیام کا مطالبہ کر رہا ہوں۔“

آپ نے 1930ء میں مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے جن نکات پر روشنی ڈالی۔ اُن میں سے چند ایک مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ آپ نے اسلام کو ایک مکمل ضابطۂ حیات قرار دیا۔ ۲۔ آپ نے اسلام کو زندہ طاقت قرار دیا۔
۳۔ دو قومی نظریے کی بھر پور حمایت کی۔
۴۔ برصغیر میں مسلم ریاست کے قیام کی ضرورت و اہمیت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے مسلمانوں کے لیے علیحدہ وطن کا مطالبہ کیا۔
۵۔ آپ نے مغربی جمہوریت پر زبردست تنقید کی اور اسلامی جمہوریت کی حمایت کی۔

خطبہ الٰہ آباد کی اہمیت:

قائدِ اعظمؒ کی خواہش تھی کہ مسلمان برصغیر میں ایک قوت بن کر ابھریں۔ علامہ اقبالؒ نے اس تصور کو آگے بڑھاتے ہوئے خطبہ الٰہ آباد میں الگ ریاست کا تصور دیا۔ 1933ء میں چوہدری رحمت علیؒ نے علامہ اقبال کے اس تصور کو پاکستان کا نام دیا۔ قائدِ اعظمؒ نے 1934ء میں مسلم لیگ کی باگ ڈور سنبھالی اور مسلمانوں کے سیاسی استحکام کے لیے اس جماعت کو مضبوط اور فعال بنایا۔ 1940ء میں اسی خطبہ الٰہ آباد میں اقبالؒ نے جو تصور پیش کیا تھا اس کو آگے بڑھاتے ہوئے مسلمانانِ برصغیر نے قائدِ اعظم کی قیادت میں قراردادِ پاکستان منظور کی اور بالآخر 1947ء کو پاکستان حاصل کر لیا۔

سوال 7: گورنر جنرل کی حیثیت سے قائداعظم محمد علی جناحؒ کی خدمات بیان کیجئے۔ (لاہور بورڈ 11-2010)

02(007)

جواب: 14 اگست 1947ء کو قائداعظم نے گورنر جنرل کی حیثیت سے حلف اٹھایا۔ لیاقت علی خاں پاکستان کے پہلے وزیراعظم مقرر ہوئے۔ قائداعظم محمد علی جناحؒ عنان سلطنت ہاتھ میں آتے ہی کام میں مصروف ہو گئے اور اس عظیم قائد نے آنے والے حکمرانوں کیلئے بڑی ہی مثالی شاہراہ عمل چھوڑی اور نوزائیدہ مملکت کیلئے مندرجہ ذیل فوری اور ضروری امور سرانجام دیئے۔

عبوری آئین کا نفاذ:

قائداعظم نے 14 اگست 1947ء کو بحیثیت گورنر جنرل حلف اٹھانے کے بعد اور جناب لیاقت علی خاں کے وزیراعظم کی حیثیت سے تقرر کے بعد 1935ء کے آل انڈیا ایکٹ میں ضروری تبدیلیاں کر کے اسی کو ملک میں نافذ کر دیا تا کہ مملکت کا مکمل دستوری ڈھانچہ تیار ہونے تک انتظام مملکت چلایا جاسکے۔

پہلی دستور ساز اسمبلی کی تشکیل:

قائدِ اعظمؒ نے پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی کی تشکیل خود کی۔ آپ نے 1945-46ء کے برصغیر میں ہونے والے انتخابات میں مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے کامیاب ہونے والے اراکین کو جو پاکستان میں منتقل ہو گئے تھے، پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی کا رُکن نامزد کیا۔

کابینہ کی تشکیل:

قائدِ اعظمؒ نے اپنی مدد کے لیے لیاقت علی خاں کی سربراہی میں اپنی کابینہ تشکیل دی۔

قومی مسائل کا احسن طریقے سے حل:

قائداعظم تقریباً تیرہ ماہ گورنر جنرل رہے اس عرصہ میں آپ نے تمام پیش آنے والے مسائل کا احسن طریقے سے حل نکالا۔ آپ نے پاکستان کے لئے ہندوستان کی طرف سے پیدا کردہ رکاوٹیں مدبرانہ انداز میں دور کر دیں۔

۱۔ اثاثہ جات کی غیر منصفانہ تقسیم ۲۔ مہاجرین کی آبادکاری ۳۔ سول سروس کا آغاز کیا اور سول سروس اکیڈمی بنائی۔

۴۔ انتظامی ریکارڈ کی منتقلی کو آپ ہی نے سلجھایا۔ جس سے پاکستان اپنے قدموں پر کھڑا ہونے کے قابل ہو سکا۔

دیگر خدمات:

۱۔ اکاونٹس اور فارن سروس کا آغاز کیا۔ ۲۔ برّی و بحری فوج کے ہیڈ کوارٹر بنائے۔

۳۔ ریلوے کے اثاثوں کی تقسیم کا مسئلہ حل کیا۔ ۴۔ فوجی اثاثوں کی تقسیم کا مسئلہ بھی آپ کے دور میں حل ہوا۔

۵۔ پاکستان کی پہلی اسلحہ ساز فیکٹری کا آغاز آپ کے ہاتھوں ''واہ کینٹ'' کے مقام پر ہوا۔

۶۔ بھارت کے ساتھ سرحدوں کے تعین میں آپ نے بڑا اہم کردار ادا کیا۔

دارالحکومت کی تشکیل:

مملکت خدا داد کے قیام کے بعد دارالحکومت کیلئے کسی شہر کا انتخاب کرنا تھا۔ آپ نے نہایت دانشمندانہ فیصلہ کرتے ہوئے کراچی کو دارالحکومت بنایا اور یہاں پر ہی پاکستان سیکرٹریٹ قائم کیا۔

سرکاری افسران کی منتقلی کا اہتمام:

آپؒ نے ہندوستان سے سرکاری افسران کی منتقلی کے لئے خاص گاڑیاں چلوائیں اور ہوائی کمپنی سے معاہدہ کیا جس سے سرکاری افسروں کی نقل و حمل شروع ہوئی۔ آپ نے یکم اکتوبر 1947ء کو حکومتِ پاکستان کے افسروں سے خطاب کرتے ہوئے انہیں پاکستان کی فلاح و بہبود کے لیے کام کرنے کی ہدایت کی۔ آپ نے انہیں معاشرتی انصاف کو اُبھارنے اور اسلامی تصور کو فروغ دینے کا حکم دیا۔

انتظامی ڈھانچے کی تشکیل:

قائداعظم نے چوہدری محمد علی کی سرکردگی میں انتظامی ڈھانچے کو تشکیل دینے کیلئے ایک کمیٹی قائم کی اور چوہدری محمد علی ہی کو سیکریٹری جنرل کا عہدہ دیا۔

9۔ خارجہ پالیسی کی تشکیل:

قائداعظم نے خارجہ پالیسی پر خصوصی توجہ دی۔ ہمسایہ ممالک سے تعلقات استوار کیے۔ آپ نے فارن آفس کا آغاز کیا۔ بین الاقوامی دنیا سے سفارتی تعلقات قائم کیے۔ علاوہ ازیں آپ نے اقوامِ متحدہ کے چارٹر پر عمل کرنے اور بین الاقوامی امن و سلامتی کے لیے کوشش کرنے کو پاکستان کی خارجہ پالیسی کی بنیاد قرار دیا۔

اقوام متحدہ کی رکنیت:

بین الاقوامی امن و امان کی طرف قدم بڑھانے کی غرض سے آپ کے مدبرانہ فیصلے سے اپنی آزادی کے ڈیڑھ ماہ بعد ہی یعنی 30 ستمبر 1947ء کو پاکستان اقوام متحدہ کا رکن بن گیا۔

تعلیم کا فروغ:

قیام پاکستان کے وقت جہاں بے شمار مسائل تھے وہاں تعلیم کے میدان میں بھی کامیابی حاصل کرنا ضروری تھا۔ قائداعظمؒ کی نظر میں تعلیم کا مقصد اخلاقیات کی تشکیل تھا آپ چونکہ خود بھی تعلیم یافتہ تھے لہٰذا پاکستان کو تعلیم کے میدان میں آگے بڑھانے کا عزم رکھتے تھے۔ آپؒ نے 27 نومبر 1947ء میں پہلی تعلیمی کانفرنس منعقد کروائی۔ آپ نے نوجوانوں کیلئے سائنس اور ٹیکنالوجی کی تعلیم کو لازمی قرار دیا۔ آپ کی خواہش تھی کہ پاکستان کا ہر شہری قوم کی بے لوث خدمت کرے۔

مسئلہ کشمیر:

انگریزی سرکار نے مسئلہ کشمیر کو حل کیے بغیر ہندوستان کو تقسیم کر دیا۔ آزادی کے ایک سال بعد ہی پاکستان اور بھارت کے درمیان جنگ ہوئی۔ ہندوستان شکست کے آثار دیکھ کر مسئلہ کشمیر اقوام متحدہ میں لے گیا اور پاکستان نے اقوام متحدہ کے احترام میں یکم جنوری 1949ء کو جنگ بندی کا اعلان کر دیا اور آج تک یہ مسئلہ اقوام متحدہ میں حل طلب ہے۔ دونوں ملکوں کے درمیان مسئلہ کشمیر وجہ تنازعہ بنا ہوا ہے۔

معاشی اصولوں کی وضاحت:

قائدِ اعظمؒ نے یکم جولائی 1948ء کو سٹیٹ بنک آف پاکستان کا افتتاح کیا۔ اس موقع پر آپ نے پاکستان کے معاشی اصولوں کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: ''مغرب کا معاشی نظام انسانیت کے لیے ناقابل حل مسائل پیدا کر رہا ہے۔ یہ لوگوں کے درمیان انصاف کرنے میں ناکام رہا ہے۔ ہمیں دنیا کے سامنے ایسا معاشی نظام لانا چاہیئے جو اسلام کے صحیح تصورِ مساوات اور سماجی انصاف کے اصولوں پر مبنی ہو''۔

تعصّبات کے خاتمے پر زور:

قائدِ اعظمؒ پاکستان کو ہر طرح کے لسانی، علاقائی، مذہبی اور گروہی تعصّبات سے پاک ملک دیکھنا چاہتے تھے۔ آپ نے پاکستان بننے کے بعد ارشاد فرمایا کہ ''ہمیں پنجابی، سندھی، بلوچی اور پٹھان کے جھگڑوں سے بالاتر ہو کر سوچنا چاہیئے۔ ہم صرف اور صرف پاکستانی ہیں۔ اب ہمارا فرض ہے کہ پاکستانی بن کر زندگی گزاریں۔''

اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ:

آپ نے پاکستان بننے کے فوراً بعد اس بات کی وضاحت کر دی تھی کہ پاکستان ایک اسلامی ملک ہے جس میں غیر مسلم افراد یعنی اقلیتوں کو مکمل مذہبی اور ثقافتی تحفظ فراہم کیا جائے گا اور اُن کو مسلمانوں کے برابر حقوق دیئے جائیں گے اور یہی اسلام کی بنیادی تعلیم ہے۔

وفات:

قائدِ اعظمؒ کے جسم میں جب تک جان رہی آپ نے پاکستان کی ہر ممکن خدمت کی۔ خرابی صحت کے باوجود آپ اہم فائلز کا مطالعہ کرتے رہے۔ اگرچہ آپ کو موذی مرض ٹی۔ بی نے بہت کمزور کر دیا تھا لیکن اس کے باوجود قائداعظم کا حوصلہ پست نہ ہوا۔ آپ نے مرض کو فرائض کے آڑے نہ آنے دیا۔ اگر ہم یہ کہیں کہ قائداعظمؒ نے اپنے خون سے پاکستان کی آبیاری کی تو یہ بے جا نہ ہوگا۔ آپ نے اس مرض کی وجہ سے 11 ستمبر 1948ء کو وفات پائی۔

سوال 8: پاکستان بنانے کے حوالے سے صوبہ پنجاب، سندھ، سرحد، بلوچستان اور مشرقی بنگال کا کردار بیان کریں۔

جواب: جدو جہد آزادی کیلئے برصغیر کے ہر علاقے کے مسلمانوں نے سرگرم حصہ لیا اس تحریک میں مرکزی یا قومی قوتوں نے نہ صرف بھرپور حصہ لیا بلکہ صوبوں نے بھی حتیٰ المقدور اس تحریک میں اہم کردار ادا کیا۔ جہاں بھی مسلمان آباد تھے انہوں نے فرض سمجھتے ہوئے پاکستان کی حمایت کی تا کہ مسلمان صحیح معنوں میں آزاد فضا میں سانس لے سکیں۔

صوبہ پنجاب (لاہور بورڈ 09-08-07-03-2002ء)

آزادی حاصل کرنے کی جدوجہد میں صوبہ پنجاب نے بہت اہم کردار ادا کیا۔ 1884ء میں انجمن حمایت اسلام کا قیام عمل میں آیا جو کہ منشی چراغ دین کی کوششوں کا نتیجہ تھا۔ اس پلیٹ فارم سے مولانا الطاف حسین حالی، نواب محسن الملک، سر محمد شفیع اور علامہ اقبالؒ جیسے لوگوں نے مسلمانوں کی رہنمائی کی۔

یونینیسٹ پارٹی:

1945-46ء کے الیکشن کے بعد پنجاب میں یونینیسٹ پارٹی کی حکومت قائم ہوئی۔ شروع میں تو کچھ مسلمان رہنما ذاتی مفادات کے حصول اور انگریزوں سے ذاتی تعلقات کی وجہ سے مسلم لیگ سے دور رہے۔ ان مسلمان رہنماؤں نے یونینیسٹ پارٹی میں شامل ہونے کی وجہ سے قیام پاکستان کی سخت مخالفت کی۔ لیکن پنجاب کے عوام کی اکثریت نے مطالبۂ پاکستان کی بھرپور حمایت کی جس کی وجہ سے ان رہنماؤں کو اپنی سوچ بدلنا پڑی۔

علامہ محمد اقبالؒ:

برصغیر کے عظیم مفکر، شاعر اور مصور پاکستان کا تعلق بھی اسی صوبہ سے تھا۔ انہوں نے اپنی شاعری کے ذریعے ہندوستان کے مسلمانوں کو بیدار کیا اور مسلمانوں کیلئے ایک الگ اسلامی ریاست کا تصور پیش کیا۔ آپ نے 1930ء میں الٰہ آباد میں مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے پاکستان کا تصور پیش کیا۔ آپ نے 1931ء اور 1932ء کی گول میز کانفرنسوں میں شرکت کر کے برصغیر کے سیاسی مسائل کا حل بھی پیش کیا۔

چوہدری رحمت علی:

برصغیر میں چوہدری رحمت علی کا نام کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ آپؒ نے 1933ء میں پاکستان کا نام تجویز کیا۔ آپ کا تعلق بھی صوبہ پنجاب سے تھا۔

مقامی جماعتیں اور مسلم لیگ:

شروع شروع میں پنجاب میں چند مقامی سیاسی جماعتیں مسلم لیگ کے خلاف صف آراء تھیں مگر قائداعظم کی مؤثر قیادت میں مسلم لیگ صوبہ پنجاب کی اہم جماعت بن کر سامنے آئی۔

قرارداد لاہور (قرارداد پاکستان):

23 مارچ 1940ء کو مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس لاہور میں منعقد ہوا جس میں قرارداد لاہور منظور کی گئی جو بعد میں قرارداد پاکستان کے نام سے مشہور ہوئی۔ یہ قرارداد بھی پنجاب کے شہر لاہور میں منظور ہوئی۔ اس قرارداد میں علامہ اقبال کے تصور کو آگے بڑھاتے ہوئے الگ وطن کا مطالبہ کیا گیا۔

اہم رہنما:

علامہ اقبالؒ، مولانا ظفر علی خان، مولانا الطاف حسین حالیؔ، سر محمد شفیع، چوہدری رحمت علی اور منشی چراغ دین کا تعلق صوبہ پنجاب سے تھا۔

پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن:

قائداعظم ہمیشہ نوجوان مسلم طلبہ کو مسلم لیگ کا ہراول دستہ کہا کرتے تھے۔ پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن نے مسلم لیگ کا یہ پیغام کہ "مسلمانانِ ہند" علیحدہ وطن بنانا چاہتے ہیں" صوبہ پنجاب کے ہر گھر میں پہنچایا۔ یوں پنجاب کے ہر طبقہ کے لوگ مسلم لیگ میں شامل ہو کر علیحدہ وطن کا مطالبہ کرنے لگے۔ ہر جگہ ایک ہی آواز تھی۔ پاکستان کا مطلب کیا "لا الٰہ الا اللہ" اور "لے کے رہیں گے پاکستان، بٹ کے رہے گا ہندوستان" پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن نے اپنے منشور میں ایک آزاد ریاست کے قیام کو شامل کیا۔ اسلامیہ کالج لاہور کے طالب علموں کو تحریک آزادی میں ایک خاص مقام حاصل ہے۔

صوبائی انتخابات میں کامیابی:

1945-46ء کے موسم سرما میں ہونے والے انتخابات میں مسلم لیگ نے مطالبہ پاکستان کی بنیاد پر شرکت کی۔ ان انتخابات میں مسلم لیگ کو زبردست کامیابیاں حاصل ہوئیں۔ یوں مسلم لیگ صوبہ پنجاب کی سب سے بڑی جماعت ثابت ہوئی۔ مرکزی اسمبلی میں مسلمانوں کیلئے مخصوص تمام نشستیں مسلم لیگ نے جیتیں جبکہ صوبائی انتخابات میں مسلمانوں کیلئے مخصوص 86 میں سے 75 نشستیں مسلم لیگ نے جیتیں 4 ممبران بعد میں شامل ہونے سے مسلم نشستوں کی تعداد 79 ہوگئی۔

سول نافرمانی کی تحریک:

1945-46ء کے انتخابات میں زبردست کامیابی حاصل کرنے کے باوجود پنجاب میں کانگریس کی ملی بھگت سے یونینیسٹ پارٹی نے اپنی حکومت قائم کر لی۔ یونینیسٹ پارٹی نے عوام کی حمایت حاصل کرنے کی بھرپور کوشش کی لیکن اپنے مقصد میں بری طرح ناکام رہی۔ ان حالات میں مسلم لیگ نے صوبائی حکومت کے خلاف سول نافرمانی کی تحریک چلائی۔ یہ تحریک اس قدر کامیاب ہوئی کہ یونینسٹ پارٹی کو مستعفی ہونا پڑا۔

خواتین کا کردار:

تحریک پاکستان میں پنجاب کی خواتین نے بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ انہوں نے مردوں کے شانہ بشانہ چل کر آزادی کی تحریک کو آگے بڑھایا۔ ایک نوجوان طالبہ فاطمہ صغریٰ نے لاہور سیکرٹریٹ کی عمارت سے برطانوی پرچم اتار کر پہلی بار مسلم لیگ کا پرچم لہرا دیا اس کے علاوہ بیگم سلمٰی تصدق حسین، بیگم سر شاہنواز اور بیگم سر محمد شفیع کے نام بھی تحریک پاکستان کے نمایاں نام ہیں۔

پنجاب کی تقسیم اور مہاجرین کی آبادکاری کا مسئلہ:

باؤنڈری کمیشن نے جانبداری سے کام لیتے ہوئے پنجاب کی تقسیم میں ناانصافی برتی اور کئی زرخیز علاقے ہندوستان کے قبضے میں دے دیے۔ ان علاقوں سے مسلمانوں نے انتہائی بے سروسامانی کی حالت میں پاکستان کی طرف ہجرت کی، جس کی وجہ سے ان مہاجرین کو آباد کرنے کا مسئلہ پیدا ہو گیا۔

مسلمانوں کا قتل عام:

جب ہندوؤں اور سکھوں نے پاکستان کے قیام کی خبر سنی تو انہوں نے پنجاب میں مسلمانوں کا قتل عام شروع کر دیا۔ جس کی وجہ سے لاکھوں مسلمان شہید ہوئے۔

اہل پنجاب کا ایثار:

اس مشکل وقت میں مسلمانان پنجاب نے صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا اور مہاجرین کو خندہ پیشانی سے خوش آمدید کہا۔ پنجاب کے مسلمانوں نے اس برے وقت میں مہاجرین کو ہر طرح کی امداد فراہم کی۔

صوبہ سندھ کا کردار

(لاہور بورڈ 2002-07-08-09ء)

باب الاسلام:

جہاں قیام پاکستان میں دوسرے صوبوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا وہاں قیام پاکستان میں صوبہ سندھ کا کردار بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ سندھ میں محمد بن قاسم نے راجہ داہر کو شکست دے کر سندھ کا علاقہ اسلامی حکومت میں شامل کر دیا۔ سندھ میں بہت سے نامی گرامی علماء اور صوفیائے کرام پیدا ہوئے جنہوں نے سندھ کا نام پورے عالمِ اسلام میں روشن کیا۔ سندھ کو باب الاسلام کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اسلام کی برصغیر میں آمد کا آغاز سب سے پہلے سندھ سے ہوا۔

عباسی خلافت اور صوبہ سندھ:

محمد بن قاسم کے بعد صوبہ سندھ تقریباً تین صدیوں تک عباسی خلافت کا صوبہ رہا۔ اس دوران یہاں معروف علماء و فضلاء پیدا ہوئے جنہوں نے سندھ کو اشاعت اسلام کا مرکز بنا دیا اور یوں صوبہ سندھ کا نام دنیائے اسلام میں خوب روشن کیا۔ عباسیوں کے بعد مقامی حکمران قابض ہو گئے۔

سلاطین دہلی اور مغل حکمران:

مقامی حکمرانوں کے بعد سندھ سلاطین دہلی اور مغل حکمرانوں کے قبضے میں رہا۔ سندھ میں مسلمانوں کی حکومت انگریزوں کے تسلط تک قائم رہی۔

صوبہ ممبئی اور سندھ:

انگریزوں کے دور حکومت میں سندھ کو صوبہ ممبئی میں شامل کر لیا گیا۔ یہی وجہ تھی کہ سندھ کی معاشرتی، اقتصادی اور تعلیمی ترقی کی طرف کوئی توجہ نہ دی جا سکی۔ اسی بناء پر قائدِ اعظمؒ نے اپنے چودہ نکات (1929ء) میں سندھ کو ممبئی سے الگ کرنے کا مطالبہ کیا۔ مسلم لیگ کی کوششوں سے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935ء کے تحت سندھ کو صوبہ ممبئی سے الگ کر کے علیحدہ صوبہ بنا دیا گیا۔

مسلم لیگ کا قیام:

مسلم لیگ کا قیام تو ڈھاکہ میں ہوا تھا لیکن اس کا پہلا اجلاس 1907ء میں کراچی میں ہوا۔ اس کے ساتھ ہی سندھ مسلم لیگ کی شاخ نے کام کرنا شروع کر دیا۔

قائداعظمؒ اور صوبہ سندھ:

قائداعظم کراچی شہر میں پیدا ہوئے تھے آپ نے ابتدائی تعلیم بھی یہاں ہی سے حاصل کی تھی قائداعظم کی قیادت میں سندھ کے مسلمانوں نے تحریک پاکستان میں اہم کردار ادا کیا اور قائداعظمؒ کی سرکردگی میں پاکستان معرض وجود میں آیا۔

علیحدہ مملکت کا مطالبہ:

1938ء میں سندھ مسلم لیگ نے قائداعظمؒ کی قیادت میں ایک قرارداد پاس کی جس میں اس بات کا مطالبہ کیا گیا تھا کہ مسلمانوں کیلئے ایک علیحدہ ریاست قائم کی جائے جو مسلم اکثریتی علاقوں پر مشتمل ہو۔ یہ پہلا موقع تھا کہ مسلم لیگ کی کسی شاخ نے علیحدہ ریاست کا باقاعدہ مطالبہ کرتے ہوئے قرارداد منظور کی تھی۔

قراردادِ پاکستان اور صوبہ سندھ:

23 مارچ 1940ء کو جب لاہور میں قرارداد پاکستان منظور ہوئی تو سندھ کے مسلمان رہنماؤں نے اس کی بھرپور حمایت کی۔ قراردادِ پاکستان میں صوبہ سندھ کی طرف سے نمائندگی سر عبداللہ ہارون نے کی۔

اہم رہنما:

سر عبداللہ ہارون، سر غلام حسین ہدایت اللہ اور کئی دیگر رہنماؤں نے قائداعظم کا بھرپور ساتھ دیا۔

سندھ میں مسلم لیگ کی حکومت:

سندھ میں مسلم لیگ کو اتنی مقبولیت حاصل ہوئی کہ 1943ء میں مسلم لیگ نے سندھ میں اپنی حکومت قائم کر لی۔ یوں سندھ پہلا صوبہ تھا جہاں مسلم لیگ نے اپنی حکومت قائم کی۔

1945-46ء کے انتخابات:

1945-46ء میں منعقدہ مرکزی و صوبائی انتخابات میں مسلم لیگ نے تمام نشستیں جیت لیں جس سے مسلم لیگ کی مقبولیت واضح ہو گئی۔

طلباء اور خواتین کا کردار:

جدوجہد آزادی میں سندھ کے طلباء اور خواتین کا کردار نمایاں رہا۔ نوجوان اور باہمت طلباء نے مسلم لیگ کا پیغام گھر گھر پہنچایا۔ صوبہ سندھ کی خواتین جن میں بیگم سر عبداللہ ہارون اور بیگم سر غلام حسین ہدایت اللہ نے بھی تحریک پاکستان میں اہم کردار ادا کیا۔

3 جون 1947ء کا منصوبہ اور صوبہ سندھ:

3 جون 1947ء کے منصوبہ کے تحت سندھ کی صوبائی اسمبلی کا اجلاس ہوا جس میں کثرت رائے سے پاکستان میں شامل ہونے کا فیصلہ کیا گیا۔

صوبہ سرحد کا کردار (لاہور بورڈ 2002-2003ء)

صوبہ سرحد میں مسلمانوں کی اکثریت تھی لیکن اس صوبے میں مسلم لیگ کو مستحکم کرنے میں کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا کیونکہ یہاں پر خدائی خدمت گار تحریک کے رہنما کانگریس کے حامی تھے۔ جو مسلم لیگ کی زبردست مخالف تھی۔

قائداعظم کی قیادت اور صوبہ سرحد:

جب قائداعظمؒ نے مسلم لیگ کی صدارت سنبھالی تو آپ کی زیر قیادت صوبہ سرحد میں بھی مسلم لیگ کی مقبولیت میں اضافہ ہونے لگا۔ مسلم لیگ کے لیڈروں نے مسلم لیگ کا پیغام گھر گھر پہنچایا۔

کانگریس کے مسلمانوں پر مظالم:

صوبہ سرحد میں کانگریس کی حکومت تھی جو مسلمانوں کی سخت مخالف تھی۔ کانگریس حکومت نے مسلم لیگ کے کارکنوں اور لیڈروں کو تنگ کرنا شروع کر دیا اور ان کے خلاف جھوٹے مقدمات درج کئے گئے۔ انہیں جیلوں میں بند کیا گیا۔ لیکن ان کے حوصلے پست نہ ہوئے۔

اہم مسلمان رہنما:

1945ء میں سرحد مسلم لیگ نے قیام پاکستان کے متعلق اپنی جدوجہد تیز کر دی۔ صوبہ سرحد میں جن رہنماؤں نے اہم کردار ادا کیا ان میں سردار اورنگ زیب خان، خان عبدالقیوم خان، پیر صاحب آف مانکی شریف اور پیر صاحب آف زکوڑی شریف کے نام قابل ذکر ہیں۔

قرارداد پاکستان میں صوبہ سرحد کا کردار:

23 مارچ 1940ء کو جب لاہور میں قرارداد پاکستان منظور ہوئی تو صوبہ سرحد کے مسلمانوں نے اس قرارداد کی بھرپور حمایت کی۔ سردار اورنگ زیب خان نے صوبہ سرحد کی نمائندگی کرتے ہوئے قراردادِ پاکستان کی حمایت کی۔

1945-46ء کے انتخابات:

1946ء کے انتخابات میں مسلم لیگ نے صوبہ سرحد سے 38 میں سے 16 نشستیں حاصل کیں جو کہ مسلم لیگ کی بہت بڑی کامیابی تھی۔ جبکہ مرکزی اسمبلی کے کے لیے مسلمانوں کے لیے مخصوص تمام نشستیں مسلم لیگ نے جیتیں۔

سول نافرمانی کی تحریک:

فروری 1947ء میں مسلم لیگ نے صوبہ سرحد کی کانگریس حکومت کے خلاف سول نافرمانی کی تحریک چلائی۔ کانگریس حکومت نے سختی سے اس تحریک کو دبانے کی کوشش کی مگر مسلم لیگ کی تحریک نہ دب سکی بلکہ اس کی مقبولیت میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔

صوبہ سرحد میں ریفرنڈم:

3 جون 1947ء کے منصوبہ کے تحت صوبہ سرحد میں ریفرنڈم کروایا گیا کہ سرحد کے لوگ پاکستان میں شامل ہونا چاہتے ہیں یا بھارت میں تو سرحد کے مسلمانوں نے پاکستان میں شامل ہونے کا فیصلہ کیا۔

طلبہ اور خواتین کا کردار:

قیام پاکستان کے سلسلے میں صوبہ سرحد کے طلبا اور خواتین نے بھرپور کردار ادا کیا۔ طلبا نے مسلم لیگ کا پیغام گھر گھر پہنچایا اور خواتین نے بڑی تکالیف اور مصائب اٹھائے مگر ثابت قدمی سے مطالبہ پاکستان کا نعرہ بلند رکھا۔

قیام پاکستان میں صوبہ بلوچستان کا کردار

پس منظر:

برطانوی دور حکومت میں بلوچستان کو صوبے کا درجہ حاصل نہ تھا اس لئے بلوچستان کو سیاسی اصلاحات سے محروم رکھا گیا۔ جس کی وجہ سے بلوچستان معاشرتی، اقتصادی اور سیاسی ترقی کے لحاظ سے پسماندہ رہا۔

بلوچستان میں اصلاحات کا مطالبہ:

1927ء میں مسلمان رہنماؤں نے تجاویز دہلی اور 1929ء میں قائداعظمؒ کے چودہ نکات میں بلوچستان میں بھی دیگر صوبوں کی مانند اصلاحات نافذ کرنے کا مطالبہ کیا۔

سیاسی بیداری:

دوسرے صوبوں کی نسبت بلوچستان میں سیاسی بیداری بڑی دیر سے پیدا ہوئی اس کی وجہ رابطے کی کمی اور تعلیمی پسماندگی تھی علاوہ ازیں برطانوی دور میں اس صوبے کو مکمل طور پر نظرانداز کیا گیا تھا اس لیے اس صوبے کی ترقی کے لیے برطانوی حکومت نے کوئی قدم نہ اُٹھایا جبکہ بعد میں مسلمان رہنماؤں کی شاندار قیادت اور خیالات نے بلوچستان کے پڑھے لکھے اور حساس لوگوں کو بے حد متاثر کیا۔

مسلم لیگ کا قیام:

صوبہ بلوچستان میں 1939ء میں مسلم لیگ کا قیام عمل میں لایا گیا۔ جس کا سہرا قاضی محمد عیسیٰ کے سر ہے۔

مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کا قیام:

بلوچستان میں مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کا قیام 1943ء میں عمل میں آیا۔ جس کے بعد نوجوانوں میں ایک نیا ولولہ اور جوش پیدا

ہوا۔ نوجوان مسلم طلبا نے پورے صوبے میں مسلم لیگ اور قائدِ اعظم کا پیغام پہنچانے میں اہم کردار ادا کیا۔

قرارداد پاکستان کی حمایت:

23 مارچ 1940ء کو جب لاہور میں قرارداد پاکستان منظور ہوئی تو بلوچستان مسلم لیگ نے اس قرارداد کی مکمل حمایت کی۔ قاضی محمد عیسیٰ نے بلوچستان کی نمائندگی کرتے ہوئے قراردادِ پاکستان کی بھرپور حمایت کی۔

اہم رہنما:

بلوچستان میں مسلم لیگ کو مؤثر اور فعال و مقبول بنانے میں جن مسلم رہنماؤں نے اہم کردار ادا کیا ان میں قاضی محمد عیسیٰ خان کا نام سر فہرست ہے ان کے علاوہ نواب محمد خاں جوگیزئی اور میر جعفر خاں جمالی نے بھی قابل قدر خدمات سرانجام دیں۔

راست اقدام کے فیصلے پر عمل:

جب مسلم لیگ نے 16 اگست 1946ء کو عوامی سطح پر راست اقدام منانے کا فیصلہ کیا تو بلوچستان نے بھی کانگریس اور حکومت برطانیہ کے خلاف جلسے اور جلوس نکالے۔

پاکستان کانفرنس کا انعقاد:

اپریل 1947ء میں کوئٹہ میں پاکستان کانفرنس منعقد ہوئی جس میں بلوچستان مسلم لیگ نے حصول پاکستان کو نصب العین قرار دیا اور اس مقصد کیلئے ہر قسم کی قربانی دینے کا عزم کیا۔

بلوچستان میں ریفرنڈم:

قیام پاکستان سے قبل بلوچستان کی صوبائی اسمبلی نہ تھی اور یہ فیصلہ کیا گیا کہ میونسپل کمیٹی کے منتخب ارکان اور قبائل کا شاہی جرگہ استصواب رائے کے ذریعے فیصلہ کریں کہ وہ پاکستان یا ہندوستان میں سے کس کے ساتھ رہنا پسند کریں گے۔ کانگریس کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا اور نواب محمد خاں جوگیزئی نے پاکستان کے ساتھ الحاق کا اعلان کیا اور شاہی جرگہ اور میونسپل کمیٹی نے بھاری اکثریت کے ساتھ پاکستان میں شامل ہونے کا فیصلہ کیا۔

تحریک پاکستان میں مشرقی بنگال کا کردار

پس منظر:

1905ء میں بنگال کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ مشرقی بنگال کے صوبے میں مسلمانوں کی اکثریت تھی اس لئے مسلمانوں نے سکھ کا سانس لیا۔ ہندوؤں کو مسلمانوں کی آزادی ایک آنکھ نہ بھاتی تھی کہ مسلمان اپنی مرضی سے یہاں حکومت قائم کریں لہٰذا ہندوؤں نے تقسیم کی مخالفت کے ساتھ تنسیخ بنگال کا مطالبہ شروع کر دیا۔ ہندوؤں کے دباؤ پر 1911ء میں حکومتِ برطانیہ نے تقسیم بنگال کے خاتمے کا اعلان کر دیا۔

مسلم لیگ کا قیام اور مشرقی بنگال:

ہندوؤں کے رویہ نے مسلمانوں کی آنکھیں کھول دیں۔ انہوں نے اپنے آپ کو منظّم کرنے کا فیصلہ کیا۔ مسلمانوں نے شملہ وفد کی صورت میں وائسرائے ہند سے علیحدہ انتخابات کے طریقہ کا مطالبہ کیا اور ساتھ ہی 30 دسمبر 1906ء کو ڈھاکہ میں مسلم لیگ کی بنیاد رکھ دی۔ جس کے قیام میں نواب سلیم اللہ خاں آف ڈھاکہ نے اہم کردار ادا کیا۔ بنگال کے مسلم قائدین ہمیشہ مسلمانوں کے علیحدہ تشخص کے لیے سرگرم رہے۔

1945-46ء کے انتخابات:

1946ء میں ہونے والے انتخابات میں مسلم لیگ نے 119 مخصوص مسلم نشستوں میں سے 113 نشستیں حاصل کیں۔ یہ وہ کامیابی تھی جس نے ثابت کر دیا کہ بنگال کے مسلمان قیام پاکستان کے حامی ہیں۔ جبکہ مرکزی اسمبلی کے انتخابات میں سو فیصد کامیابی حاصل کی۔

سلہٹ میں ریفرنڈم:

حکومت برطانیہ نے 1947ء میں سلہٹ (آسام) میں جب ریفرنڈم کرایا تو یہاں کے مسلمانوں نے پاکستان میں شامل ہونے کا فیصلہ کیا۔

اہم رہنما:

۱۔ مولوی فضل الحق اور قرارداد پاکستان:

1940ء میں قراردادِ لاہور میں جب مسلمانوں نے الگ وطن کا مطالبہ کیا تو بنگال کے مولوی فضل الحق شیرِ بنگال نے تاریخی قرارداد پیش کی۔

۲۔ خواجہ ناظم الدین:

آپ قائدِ اعظمؒ کے انتہائی قریبی ساتھی تھے۔ خواجہ ناظم الدین پاکستان کے دوسرے گورنر جنرل بنے اور وزیرِ اعظم کے عہدے پر بھی فائز رہے۔ آپ کا تعلق بھی بنگال سے تھا۔

۳۔ حسین شہید سہروردی:

حسین شہید سہروردی کا تعلق بھی بنگال سے تھا۔ آپ نے 1946ء میں دہلی میں مسلم لیگ کے منتخب ممبران کے کنونشن میں قرارداد پیش کی جس میں مطالبہ کیا گیا تھا کہ مشرق میں بنگال اور مغرب میں پنجاب، سندھ، سرحد اور بلوچستان پر مشتمل آزاد اور خودمختار پاکستان بنا دیا جائے۔ حسین شہید سہروردی بھی پاکستان کے وزیرِ اعظم رہے۔

بنگال کی تقسیم:

1947ء میں بنگال کی تقسیم کے لیے سر ریڈکلف کی قیادت میں ایک باؤنڈری کمیشن قائم کیا گیا جس نے بنگال کے کئی مسلم اکثریتی علاقے ہندوستان کے حوالے کر کے پاکستان کو نقصان پہنچایا گیا۔

سوال 9: **مندرجہ ذیل پر نوٹ لکھیں:**

۱۔ فرائضی تحریک ۲۔ شاہ ولی اللہ ۳۔ میثاقِ لکھنو ۴۔ تحریکِ خلافت
۵۔ قراردادِ لاہور ۶۔ کرپس مشن

جواب:

1۔ فرائضی تحریک:

پس منظر:

1757ء میں انگریزوں نے بنگال کے نواب سراج الدولہ کو شکست دے کر یہاں اپنی حکومت قائم کر لی۔ بنگال ایک ایسا صوبہ تھا جس کے مشرقی حصے میں مسلمان اکثریت میں تھے جبکہ مغربی حصے میں ہندو اکثریت میں تھے مگر پورے صوبے کی معیشت ہندوؤں کے قبضے میں تھی۔ بڑے بڑے تاجر اور زمیندار ہندو تھے اور وہ مسلمان کسانوں پر بہت ظلم ڈھاتے تھے۔

فرائضی تحریک کا قیام:

1804ء میں فرائضی تحریک کا قیام عمل میں آیا۔ فرائضی تحریک کے بانی حاجی شریعت اللہ تھے۔ ان کی یہ تحریک مسلم بنگال کی مقبول ترین تحریک تھی۔

فرائضی تحریک کے مقاصد:

۱۔ مسلمانوں کو فرائض (نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج) کی تلقین کرنا۔ ۲۔ بدعات کے خاتمہ کی کوشش کرنا۔
۳۔ ہندو زمینداروں کے ظالمانہ رویہ کے خلاف مسلمان کسانوں کی حمایت کرنا۔

وجہ تسمیہ:

فرائضی تحریک کا بنیادی مقصد چونکہ فرائض یعنی نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کی تلقین کرنا تھا۔ اسی وجہ سے اس تحریک کو فرائضی تحریک کا نام دیا گیا۔

مسلمانوں کی معاشی تباہی اور فرائضی تحریک:

بنگال میں مسلمانوں کو معاشی طور پر مٹانے کی کوشش کی جا رہی تھی۔ 1837ء میں فارسی زبان کو ختم کر کے باقاعدہ انگریزی زبان نافذ کر دی گئی۔ ہندو اور انگریز مسلمانوں کو اپنے اندر جذب کر لینا چاہتے تھے۔ حاجی شریعت اللہ اور ان کے بیٹے حاجی محمد محسن نے ہندوانہ رسومات کے خلاف فضا ہموار کی اور مسلمانوں کو متحد کرنے کی کوشش کی۔

فرائضی تحریک بطورِ عوامی تحریک:

حاجی شریعت اللہ کی وفات کے بعد آپ کے سب سے بڑے صاحبزادے حاجی محمد محسن عرف دودھو میاں نے اس تحریک کو زور و شور کے ساتھ جاری رکھا اور انہوں نے اس تحریک کو عوامی تحریک بنا دیا اور پورے بنگال کو اس تحریک نے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

فرائضی تحریک کے اثرات:

۱۔ مسلمانوں کو فرائض کی بجا آوری میں اس تحریک نے بڑا اہم کردار ادا کیا۔

۲۔ اس تحریک کی وجہ سے مسلمان کاشتکاروں میں اتنی جرأت پیدا ہو گئی کہ انہوں نے ہندو زمینداروں کی دھونس برداشت کرنے سے انکار کر دیا اور اپنے حقوق حاصل کرنے کے لیے ہندوؤں کے مقابلے میں ڈٹ گئے۔

۳۔ اس تحریک نے کاشتکاروں کو مالی امداد فراہم کی اور اُن کی آبادکاری میں بڑا اہم کردار ادا کیا تاکہ کاشتکاروں کو ہندو زمینداروں کی محتاجی سے نجات دلائی جا سکے۔

۴۔ اس تحریک نے مسلمانوں کو احساس محرومی سے نجات دلانے کی کوشش کی اور اُن میں خود اعتمادی پیدا کی اور کسانوں کو ہدایت کی کہ وہ ہندو زمینداروں کو صرف مالیہ ادا کریں۔

۵۔ اس تحریک نے بدعات کے خاتمے میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔ انگریزوں اور ہندوؤں کی وجہ سے بہت سی ہندوانہ اور بری رسومات اسلام میں داخل ہو چکی تھیں۔ اس تحریک نے اُن کے خاتمے میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔

2۔ شاہ ولی اللہؒ:

1707ء میں اورنگ زیب عالمگیر کی وفات کے بعد مسلمان برصغیر میں زوال کا شکار ہو چکے تھے۔ مسلمان حکمران عیش پرستی میں ڈوب کر اسلام سے دور جا چکے تھے جس کی وجہ سے اُن کی حکومت برصغیر میں ہچکولے کھا رہی تھی۔ شاہ ولی اللہؒ نے اپنی تحریک کا آغاز اس وقت کیا جب ہر طرف ناامیدی اور مایوسی کے سائے لہرا رہے تھے۔ آپ نے ہندوستان سے باہر کے علاقوں کا دورہ کیا اور اسلامی حکومت کو استحکام پہنچانے کی کوشش کی۔

پیدائش:

آپ 2 فروری 1703ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ آپ کا اصل نام قطب الدین احمد اور لقب شاہ ولی اللہؒ تھا۔ آپ نے اپنی ابتدائی تعلیم اپنے والد صاحب سے حاصل کی۔ آپ نے سات سال کی عمر میں ہی قرآن پاک حفظ کر لیا تھا اور بعد ازاں آپ نے حدیث اور فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ آپ کے والد کا نام مولانا عبدالرحیم تھا۔ آپ کی عمر اُس وقت 17 سال تھی جب آپ کے والد صاحب کی وفات ہوئی۔ اپنے والد صاحب کی وفات کے بعد آپ نے مدرسہ رحیمیہ کا انتظام سنبھال لیا۔

مصلح اور مجدّد:

شاہ ولی اللہؒ اٹھارہویں صدی کے مجدّد تھے۔ آپ قرآن، حدیث اور فقہ پر مکمل عبور رکھتے تھے۔ آپ کی بے شمار تصانیف ہیں۔ آپ نے قرآن مجید کا فارسی میں ترجمہ کیا۔ آپ علم حدیث کے ماہر استاد مانے جاتے تھے۔

سماجی اور سیاسی خدمات:

آپ نے مسلمانوں کو سیاسی طور پر متحد کرنے کے ساتھ ساتھ دینی خدمات بھی جاری رکھیں۔

۱۔ انہوں نے نجیب الدولہ کو خط لکھا کہ وہ مسلمانوں کا ساتھ دے۔ وہ یہ جان چکے تھے کہ سکھ اور مرہٹے مسلمانوں کے دشمن ہیں۔

۲۔ آپ نے احمد شاہ ابدالی کو ہندوستان پر حملے کی ترغیب دی۔

۳۔ آپ نے حکمرانوں کو راہِ راست پر لانے اور عیش پرستی کو چھوڑ کر حکومتی معاملات میں دلچسپی لینے کی تلقین کی۔ آپ نے بے شمار کتابیں لکھیں۔ جن میں آپ نے سیاست اور تصوّف کو موضوع بنایا۔ مسلمانوں کی الگ ریاست کے بھرپور حامی تھے۔

۴۔ سماجی برائیوں کے خاتمے کے لیے آپ نے بھرپور کوشش کی۔

جہاد کی تبلیغ:

آپ نے مسلمانوں کو جہاد فی سبیل اللہ کی دعوت دی کیونکہ اس سے پہلے مسلمان آپس کی خانہ جنگیوں اور ریشہ دوانیوں سے بہت نقصان اُٹھا چکے تھے۔ آپ نے انہیں اسلامی فوج میں شامل ہونے کی بھی تلقین کی۔

مذہبی و تعلیمی خدمات:

۱۔ آپ نے قرآن مجید کا فارسی میں ترجمہ کیا جو ''فتح الرحمٰن فی ترجمۃ القرآن'' کے نام سے مشہور ہے۔

۲۔ آپ حدیث کے ماہر استاد مانے جاتے تھے۔

۳۔ آپ نے مجموعہ احادیث موطا امام مالکؒ کی عربی اور فارسی میں شرح لکھی جسے ''المسوّیٰ'' اور ''المصفّیٰ'' کہتے ہیں۔

۳۔ آپ نے بہت سی مذہبی و اصلاحی کتابیں لکھیں جن کا مقصد مسلمانوں کو اسلام کی تبلیغ کرنا اور اُن میں اتحاد پیدا کرنا تھا۔

جہاں آپ نے سیاسی اور دینی خدمات انجام دیں وہاں آپ نے معاشرتی برائیوں کو دور کرنے کی بھی کوشش کی۔ یہی وجہ ہے کہ مدرسہ رحیمیہ سے کئی اصلاحی تحریکوں نے جنم لیا۔

3۔ میثاق لکھنو

پس منظر:

1913ء میں قائدِ اعظم نے مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی۔ آپ اس سے پہلے کانگریس کے بھی رُکن تھے۔ 1913ہی میں مسلم لیگ کے ابتدائی مقاصد میں تبدیلی عمل میں آئی جس میں انگریزوں سے آزادی حاصل کرنے اور زیادہ حقوق لینے کے لیے کانگرس کے ساتھ مل کر کوشش کرنے کی تحریک پاس کی گئی اس سلسلے میں کوششیں تیز کر دی گئیں۔ کانگرس کے کچھ لیڈر بھی ہندو مسلم اتحاد کے حامی تھے۔

اجلاس:

1916ء میں قائدِ اعظمؒ کی کوششوں سے لکھنو (بارہ دری بازارِ قصائیاں) کے مقام پر مسلم لیگ اور کانگریس کا مشترکہ اجلاس ہوا۔ دونوں پارٹیوں کے درمیان معاہدہ طے پایا جسے میثاق لکھنو کا نام دیا گیا۔

ہندو مسلم اتحاد کا سفیر:

یہ معاہدہ قائدِ اعظم کی کوشش سے طے پایا تھا اس لیے آپ کو ہندو مسلم اتحاد کا سفیر قرار دیا گیا۔

اہم نکات:

قائدِ اعظمؒ کی کوششوں سے دسمبر 1915ء میں مسلم لیگ اور کانگرس کے مشترکہ اجلاس ممبئی میں ہوئے جن میں ہندو مسلم اتحاد قائم کرنے کے لیے الگ الگ کمیٹیاں بنائی گئیں۔ ان کمیٹیوں کی رپورٹ پر غور کرنے کے لیے 1916ء میں لکھنؤ کے مقام پر دوبارہ دونوں جماعتوں کے اجلاس ہوئے جس کے اہم نکات مندرجہ ذیل تھے۔

۱۔ **جداگانہ انتخاب کا حق:**

انگریزی حکومت مسلمانوں کے جداگانہ انتخابات کے حق کو 1909ء میں تسلیم کر چکی تھی۔ جبکہ کانگرس نے اس معاہدہ کی رو سے جداگانہ انتخاب کے حق کو مان لیا۔

۲۔ **آبادی سے زائد نمائندگی:**

کانگریس اور مسلم لیگ نے اس بات کو تسلیم کیا کہ جن علاقوں میں مسلمان اقلیت میں ہیں۔ اُن علاقوں میں مسلمانوں کو اُن کی آبادی کے تناسب سے زائد نمائندگی ملے گی اور جن علاقوں میں ہندو اقلیت میں ہیں، انہیں اُن کی آبادی سے زیادہ نشستیں دی جائیں گی۔

۳۔ **ایک تہائی مسلم نشستیں:**

مسلمانوں کو مرکزی اسمبلی میں کم از کم ایک تہائی نشستیں دی جائیں گی۔

۴۔ **وزارتوں میں نمائندگی:**

اس معاہدے کی رو سے طے پایا کہ مسلمانوں کو مرکزی وزارتوں میں بھی نمائندگی دی جائے گی۔

۵۔ **عدلیہ کی انتظامیہ سے علیحدگی:**

اس معاہدے کی رو سے طے پایا کہ عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کر دیا جائے گا۔

اہمیت و فوائد:

اس معاہدہ میں پہلی بار مسلمانوں کو الگ قوم تسلیم کیا گیا اور جداگانہ انتخابات کے مطالبہ کو تسلیم کیا گیا۔ قائدِ اعظم کی مقبولیت میں اضافہ ہوا۔ کیونکہ اس معاہدہ کی وجہ سے قائدِ اعظم کی فہم و فراست اور اُن کا سیاسی شعور کھل کر سامنے آیا۔ ہندوؤں نے مسلم لیگ کو مسلمانوں کی نمائندہ جماعت تسلیم کر لیا۔

4۔ تحریک خلافت

پس منظر:

1914ء میں پہلی جنگِ عظیم شروع ہوئی۔ ترکی نے انگریزوں کے خلاف جرمنی کا ساتھ دیا۔ اور اس جنگ میں جرمنی اور اس کے اتحادیوں کو شکست ہوئی۔ ترکی میں خلافتِ عثمانیہ قائم تھی۔ ہندوستان کے مسلمان ترکی کے خلیفہ کو خلیفۃ المسلمین سمجھتے تھے اور اُن کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ مقاماتِ مقدسہ اور ترکی کی خلافت کے تحفظ کے لیے برصغیر کے مسلمانوں نے ایک تحریک چلائی جو تحریک خلافت کے نام سے تاریخ میں یاد کی جاتی ہے۔

تحریک خلافت کا قیام:

23 نومبر 1919ء میں آل انڈیا سنٹرل خلافت کمیٹی کے نام سے ایک تنظیم قائم کی گئی۔ جس کا ہیڈ آفس ممبئی میں بنایا گیا۔

تحریک خلاف کے بانی اراکین:

تحریک خلافت کے بانیوں میں مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علی، حکیم اجمل خان اور ڈاکٹر مختار احمد انصاری جیسے اہم قائدین شامل تھے۔ جبکہ ہندوؤں کی طرف سے موتی لال نہرو، اور مسٹر موہن داس کرم چند گاندھی شامل تھے۔

تحریکِ خلافت کے مقاصد:

تحریک خلافت کے مندرجہ ذیل تین مقاصد تھے۔

۱۔ ترکی کی خلافت قائم رکھی جائے۔

۲۔ مسلمانوں کے مقدس مقامات ترکوں کی حفاظت میں رہیں۔

۳۔ ترکوں کی سلطنت کی حدود وہی رہنے دی جائیں جو جنگ سے پہلے تھیں۔

تحریکِ خلافت کی سرگرمیاں:

1۔ وفود کی تشکیل:

۱۔ ڈاکٹر مختار احمد انصاری کی قیادت میں ایک وفد تشکیل دیا گیا جو وائسرائے ہند سے ملا اور اُسے جنگ کے دوران مسلمانانِ برصغیر کے ساتھ کیے گئے وعدے یاد دلانے کی کوشش کی۔

۲۔ مولانا محمد علی جوہر کی سربراہی میں وزیرِ اعظم برطانیہ لائیڈ جارج اور اتحادی ممالک کے سربراہان سے ملاقات کے لیے ایک وفد تشکیل دیا گیا جس نے برطانیہ میں وزیراعظم سے ملاقات کی لیکن ناکام رہا۔

2۔ معاہدۂ سیورے:

مولانا محمد علی جوہر کی سربراہی میں تشکیل دیا گیا وفد ابھی اپنے دورے پر تھا کہ برطانیہ اور اُس کے اتحادی ممالک کے درمیان معاہدہ سیورے طے پایا جس کی رو سے ترکی کو مختلف اتحادی ممالک میں تقسیم کر دیا گیا۔

تحریک کا خاتمہ:

مصطفٰے کمال پاشا نے ترکی کی فوج کو اکٹھا کیا اور اتحادی افواج کے خلاف بغاوت کر دی اور ترکی کا کچھ علاقہ (موجودہ ترکی) آزاد کروالیا۔ اور انہوں نے خلافتِ عثمانیہ کا خاتمہ کر کے جدید ترکی کی بنیاد رکھی۔ ترکی کی خلافت کے خاتمے کے بعد تحریکِ خلافت کا اب کوئی جواز باقی نہ تھا۔ اس لیے 24 مارچ 1924ء کو اس تحریک کا خاتمہ ہو گیا۔

اثرات:

تحریکِ خلافت نے مسلمانوں میں سیاسی شعور پیدا کیا اور ہندوؤں نے اس تحریک کے دوران تنگ نظری کا مظاہرہ کرتے ہوئے مسلمانوں کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ اس لیے مسلمان گاندھی اور کانگریس کے رویے سے بھی بخوبی واقف ہوئے مسلمانوں کو احساس ہوا کہ انہیں خود ہی اپنے حقوق کے لیے لڑنا پڑے گا اس تحریک کے ذریعے انگریزوں کی وعدہ خلافیاں بھی کھل کر سامنے آئیں۔

3۔ تحریک عدمِ تعاون:

29 مئی 1920ء کو گاندھی کے مشورے سے تحریک عدمِ تعاون کا آغاز کیا گیا۔ جس کے حسبِ ذیل مقاصد تھے۔

۱۔ حکومت کے ساتھ عدمِ تعاون۔
۲۔ سرکاری ملازمتوں کو ترک کرنا۔
۳۔ فوج میں مسلمانوں کا بھرتی نہ ہونا۔
۴۔ انگریزی مصنوعات کا بائیکاٹ
۵۔ عدالتی بائیکاٹ
۶۔ بچوں کو سکولوں اور کالجوں میں نہ بھیجنا
۷۔ انگریزوں کے عطا کردہ خطابات واپس کرنا۔

4۔ تحریک ہجرت:

چند علماء (مولانا ابوالکلام آزاد اور مولانا عبدالباری) نے برصغیر کو دارالحرب قرار دیا اور فتویٰ جاری کیا کہ مسلمانوں کا انگریزوں کی عمل داری میں رہنا جائز نہیں۔ لہٰذا انہیں کسی دارالاسلام کی طرف ہجرت کر جانی چاہیئے۔ چنانچہ ہزاروں مسلمان اپنی جائیدادیں بیچ کر افغانستان ہجرت کر گئے جبکہ افغانستان نے ان لوگوں کی کفالت نہ کرنے کا بہانہ بنا کر مسلمانوں کو مجبور کر دیا کہ وہ اپنے ملک واپس چلے جائیں۔ جب یہ لٹے پٹے مسلمان واپس آئے تو بربادی کے سوا اُن کے پاس کچھ نہ تھا۔

5۔ قراردادلاہور

پس منظر:

1935ء میں برصغیر میں برطانوی حکومت نے نیا آئین نافذ کیا۔ جس کے تحت 1937ء میں انتخابات کروائے گئے جس میں کانگریس نے چھ بڑے صوبوں میں اپنی حکومتیں قائم کیں۔ ان انتخابات میں مسلم لیگ کو خاطر خواہ کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔ کانگریس وزارتوں کے دَور (1937-39ء) میں مسلمانوں کے ساتھ انتہائی بُرا سلوک کیا گیا۔ گاندھی کی مورتی کی پوجا، ماتھے پر تلک لگانا، بندے ماترم کا ترانہ، ملازمتوں پر پابندی، اُردو کی جگہ ہندی رائج کرنا اور مسلمانوں پر مذہبی اور ثقافتی دباؤ بڑھانا شامل تھا۔ دراصل یہ دور ایک جھلک تھی کہ انگریزوں کے جانے کے بعد اگر ہندوؤں کو حکومت مل گئی تو وہ مسلمانوں کے ساتھ کیسا سلوک کریں گے۔ مسلمان بالآخر اپنے علیٰحدہ وطن کے مطالبے کو دہرانے پر مجبور ہو گئے۔

مسلم لیگ کا اجلاس:

مسلم لیگ کا ستائیسواں سالانہ اجلاس مارچ 1940ء کو اقبال پارک (منٹو پارک) لاہور میں منعقد ہوا۔ جو تین دن (22 تا 24 مارچ) جاری رہا، جس میں قراردادِ پاکستان منظور کی گئی۔ سندھ، سرحد، بنگال اور بلوچستان کے مسلم لیگ کے اہم رہنماؤں نے شرکت کی جبکہ پنجاب نے اس کی میزبانی کی۔

قراردادلاہور کا پیش کیا جانا:

مسلم لیگ کے اجلاس میں بنگال سے تعلق رکھنے والے مولوی ابوالقاسم فضل الحق نے قرارداد پیش کی۔ جنہیں شیرِ بنگال بھی کہا جاتا ہے۔

قراردادلاہور کے بنیادی نکات:

۱۔ برصغیر کے شمال مغرب اور مشرقی علاقوں میں جہاں مسلمان اکثریت میں ہیں اُن کی آزاد مملکتیں قائم کی جائیں۔
۲۔ برصغیر کی تقسیم کے بعد ہندو اکثریتی علاقوں میں مسلم اقلیت کے حقوق کے تحفظ کا مناسب بندوبست کیا جائے۔
۳۔ برصغیر کی تقسیم کے علاوہ کوئی اور حل تسلیم نہ کیا جائے گا۔

قائدِ اعظم کا صدارتی خطبہ:

قائدِ اعظمؒ نے اپنی صدارتی تقریر میں برصغیر کے سیاسی مسائل اور دو قومی نظریہ پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ آپ نے مسلمانوں کو ہر لحاظ سے علیٰحدہ قوم قرار دیا اور اُن کے سماجی، ثقافتی اور مذہبی تحفظات کا جائزہ لیا۔ آپ نے ہندوستان کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ ”ہندوستان ایک ملک نہیں بلکہ

یہ ایک ذیلی برِّاعظم ہے جس میں ایک قوم نہیں بلکہ کئی قومیں بستی ہیں جن میں دو بڑی قومیں ہندو اور مسلمان ہیں۔'' آپ نے برصغیر کی تقسیم کے منصوبے کی بھرپور حمایت کی اور اس کو مسلمانوں کا حق قرار دیا۔

قرارداد لاہور کی منظوری:

برصغیر کے طول وعرض سے آئے ہوئے تمام مسلم لیگ کے قائدین نے اس قرارداد کی حمایت میں سندھ سے سرعبداللہ ہارون، سرحد سے خان عبدالقیوم خان، بلوچستان سے قاضی محمد عیسیٰ خان اور بنگال سے مولوی فضلِ حق نے تقاریر کی۔ بالآخر 23 مارچ 1940ء کو قائدِ اعظم کی صدارت میں قراردادِ لاہور منظور ہوئی۔

قرارداد لاہور پر ردِّعمل:

اس قرارداد کا منظور ہونا تھا کہ ہندو پریس اور ہندو قائدین نے اس کا خوب مذاق اُڑایا۔ گاندھی اور دیگر ہندو لیڈروں نے اس کی شدید مخالفت کی اور اس قراردادِ لاہور کو طنزاً قراردادِ پاکستان کا نام دیا۔ بعد میں یہی نام مشہور ہوگیا۔ انگریزوں نے بھی قرارداد پر خوب تنقید کی لیکن مسلمانوں نے اس قرارداد پر خوشی کا اظہار کیا۔

اہمیت:

قراردادِ پاکستان برصغیر کی تاریخ میں بڑی اہمیت کی حامل ہے کیونکہ یہی وہ قرارداد تھی جس کی بنا پر برصغیر کے مسلمانوں نے مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے قائدِ اعظمؒ کی قیادت میں بالآخر پاکستان حاصل کرلیا۔ اس قرارداد کے پاس ہونے کے بعد برصغیر کے طول وعرض میں مسلم لیگ بہت جلد مقبول ہوگئی اور مسلمانوں کا ایک ہی مطالبہ سامنے آیا۔ ''لے کے رہیں گے پاکستان''۔

6۔ کرپس مشن

پس منظر:

1940ء میں قرارداد پاکستان منظور ہوئی جس پر ہندوؤں اور انگریزوں نے زبردست تنقید کی۔ دوسری طرف ہندو برصغیر سے انگریزوں کے چلے جانے اور اقتدار ہندوؤں کے سپرد کر جانے کا مطالبہ کررہے تھے جبکہ مسلمان اپنے لیے علیحدہ وطن کا مطالبہ کررہے تھے جس کی وجہ سے ہندوستان میں بے چینی بڑھ رہی تھی۔ اس بڑھتی ہوئی بے چینی کو ختم کرنے کے لیے کرپس مشن کو برصغیر بھیجا گیا۔

کرپس مشن کی برصغیر آمد:

سرسٹیفورڈ کرپس کی سربراہی میں حکومت برطانیہ نے ایک وفد 1942ء میں برصغیر بھیجا جو تاریخ میں کرپس مشن کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ کرپس مشن نے تمام سیاسی پارٹیوں کو چند نکات پر متفق کرنے کی کوشش کی مگر ناکام رہا بالآخر اس نے اپنے منصوبے کا اعلان کیا۔

کرپس تجاویز:

کرپس اپنے ساتھ مندرجہ ذیل تجاویز لایا:

۱۔ جنگ کے بعد برصغیر کو ڈومینین کا درجہ دیا جائے گا لیکن اندرونی اور بیرونی معاملات میں برطانوی حکومت کسی طرح کی دخل اندازی نہیں کرے گی۔

۲۔ دفاع، امورِ خارجہ، مواصلات وغیرہ سمیت تمام شعبے ہندوستانیوں کے سپرد ہوں گے۔

۳۔ برصغیر میں کوئی ایسا آئین نافذ نہیں کیا جائے گا۔ جس پر تمام سیاسی پارٹیاں متفق نہ ہوں۔

۴۔ اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے مناسب اقدامات کیے جائیں گے۔

۵۔ آئین مکمل ہونے کے بعد ہر صوبے کو توثیق کے لیے بھیجا جائے گا جو صوبے آئین کو پسند نہیں کریں گے اُن کو اختیار ہو گا کہ وہ مرکز سے علیٰحدہ آزاد حیثیت قائم کر لیں۔

سیاسی جماعتوں کا ردِ عمل:

مسلم لیگ اور مسلمانوں کا مطالبہ علیٰحدہ مملکت کا حصول رہا جس کی وجہ سے مسلمانوں نے کرپس کی تجاویز کو ماننے کا اشارہ دیا کیونکہ مسلم اکثریتی صوبے آئین کو مسترد کرنے کا اختیار رکھتے تھے اس طرح پاکستان کی تخلیق کا امکان موجود تھا۔ کانگریس نے ان تجاویز کو ماننے سے یکسر انکار کر دیا اور اس کا مذاق اُڑایا۔

کرپس مشن کی ناکامی:

کرپس تجاویز اپنے مقاصد کے حصول میں ناکام رہیں۔

سوال 10: مندرجہ ذیل پر نوٹ لکھیں۔

(1) شملہ وفد (2) نہرو رپورٹ (3) 1935ء کا ایکٹ اور صوبائی خودمختاری
(4) شملہ کانفرنس (5) برصغیر میں عبوری حکومت کا قیام (6) 3 جون 1947ء کا منصوبہ

جواب:

(1) شملہ وفد:

پس منظر:

تحریکِ علیگڑھ نے برصغیر میں دو قومی نظریے کو ارتقاء بخشا، ہندوستان کے مسلمانوں کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کیا جس کی وجہ سے مسلمانوں میں سیاسی شعور بیدار ہونا شروع ہوا۔ اس کے علاوہ ہندوؤں اور کانگریس کے رویّے اور اُردو ہندی تنازعہ 1867ء نے مسلمانوں کو الگ انداز میں سوچنے پر مجبور کر دیا۔ ان حالات میں مسلمان رہنماؤں نے شملہ وفد تشکیل دیا اور وائسرائے ہند لارڈ منٹو سے شملہ کے مقام پر ملاقات کی۔

وفد کی تشکیل:

برصغیر کے مسلمان رہنماؤں نے خصوصاً نواب محسن الملک، نواب وقار الملک، نواب اسماعیل خان، سر آغا خاں، حکیم اجمل خاں وغیرہ نے 35 افراد پر مشتمل ایک وفد تشکیل دیا۔ ان افراد کو تمام صوبوں سے منتخب کیا گیا تھا۔

وفد کی وائسرائے سے ملاقات:

35 افراد کا یہ وفد یکم اکتوبر 1906ء کو سر آغا خاں کی قیادت میں شملہ کے مقام پر مسلم مطالبات لے کر وائسرائے ہند لارڈ منٹو سے ملا۔ سیاسی سطح پر 1857ء کی جنگِ آزادی کے بعد یہ برصغیر کی حکومت اور مسلمانوں کے درمیان پہلا سیاسی رابطہ تھا۔

شملہ وفد کے اہم مطالبات:

وائسرائے سے ملاقات کے دوران اس وفد نے اپنے مطالبات وائسرائے ہند لارڈ منٹو کے سامنے پیش کیے جن میں سے اہم مندرجہ ذیل ہیں۔

ا۔ مسلمانوں کو اپنے نمائندے چُننے کے لیے جداگانہ انتخابات کا حق دیا جائے۔
۲۔ مسلمانوں کو اپنی یونیورسٹی قائم کرنے میں مدد دی جائے۔
۳۔ مسلمانوں کو اُن کے تناسب اور آبادی کے لحاظ سے سرکاری ملازمتوں میں حصہ دیا جائے۔

۴۔ مرکزی مجلسِ قانون ساز میں مسلمانوں کو ایک تہائی نمائندگی دی جائے۔
۵۔ مسلمان ووٹرز کے لیے شرائط میں نرمی کی جائے۔
۶۔ یونیورسٹی سنڈیکیٹ سیٹوں میں مسلمانوں کو نمائندگی دی جائے۔

وائسرائے کا رویہ:

شملہ وفد میں مسلمانوں کو وائسرائے ہند لارڈ منٹو کی طرف سے مثبت جواب ملا۔ اُس نے مسلمانوں کو یقین دلایا کہ مسلمانوں کے سیاسی مفادات کا تحفظ کیا جائے گا اور آئندہ نافذ کی جانے والی اصلاحات میں مسلمانوں کے ان مطالبات کو مان لیا جائے گا۔

شملہ وفد کے نتائج:

شملہ وفد دراصل مسلمانوں اور حکومت کے درمیان پہلا باضابطہ سیاسی رابطہ تھا جس کے خاطر خواہ نتائج حاصل ہوئے جس کی وجہ سے کہا جاسکتا ہے کہ شملہ وفد ہر لحاظ سے کامیاب رہا۔ مسلمانوں کی اس وقت تک کوئی سیاسی جماعت نہ تھی۔ اس واقعہ کے بعد مسلمانوں نے ایک الگ سیاسی جماعت کی ضرورت محسوس کی جو مسلم لیگ کی صورت میں 30 دسمبر 1906ء کو ڈھاکہ میں قائم ہوئی۔ علاوہ ازیں مسلمانوں کے جداگانہ انتخابات کے مطالبے کو حکومت نے 1909ء میں ہونے والی منٹو مارلے اصلاحات میں تسلیم کر لیا۔

(2) نہرو رپورٹ:

پس منظر:

1919ء کی لارڈ چیمسفورڈ اصلاحات کی رو سے نومبر 1927ء میں سر جان سائمن کی قیادت میں حکومتِ برطانیہ نے ایک کمیشن تشکیل دیا جس نے برصغیر میں آئندہ نافذ کیے جانے والے آئین کے بارے میں سفارشات پیش کرنی تھیں۔ چونکہ اس کمیشن کے تمام اراکین انگریز تھے اس وجہ سے برصغیر کی بڑی بڑی سیاسی جماعتوں نے اس کمیشن کا بائیکاٹ کر دیا اس پر حکومت برطانیہ نے برصغیر کی سیاسی جماعتوں سے کہا کہ وہ آئین کا متفقہ مسودہ تیار کر کے حکومت کو پیش کریں۔

آل پارٹیز کانفرنس:

حکومت کی تجویز کو مدِ نظر رکھتے ہوئے آئین کا مسودہ تیار کرنے کے لیے باہم صلاح ومشورہ کی غرض سے 1928ء میں دہلی میں آل پارٹیز کانفرنس منعقد کی گئی جس میں ملک کی بڑی بڑی سیاسی جماعتوں نے حصہ لیا۔

نہرو کمیٹی:

آل پارٹیز کانفرنس نے ایک کمیٹی بنائی جس کی قیادت پنڈت جواہر لال نہرو کر رہے تھے۔ اس کمیٹی کو نہرو کمیٹی کہا جاتا ہے۔

نہرو رپورٹ:

نہرو کمیٹی نے اپنی سفارشات 10 اگست 1928ء کو پیش کر دیں۔ یہ سفارشات 15 اگست 1928ء کو شائع کر دی گئیں جسے نہرو رپورٹ کا نام دیا گیا۔

نہرو رپورٹ، کے اہم نکات:

ا۔ مسلمانوں کے جداگانہ انتخابات کے مطالبے کو رد کرتے ہوئے مخلوط طریقۂ انتخاب رائج کرنے کی سفارش کی گئی۔
۲۔ مرکزی اسمبلی میں مسلمانوں کو ایک تہائی نمائندگی دینے سے انکار کرتے ہوئے ایک چوتھائی نمائندگی دینے کی سفارش کی گئی۔
۳۔ ملک میں وفاقی و پارلیمانی طرز حکومت کی سفارش کی گئی۔

۴۔ ہندوستان کے لیے مکمل آزادی کی بجائے نوآبادیات کا درجہ دینے کا مطالبہ کیا گیا۔

۵۔ سندھ کو ممبئی سے الگ کر کے علیحدہ صوبہ بنانے کے لیے کہا گیا، بشرطیکہ سندھ مالی لحاظ سے خود کفیل ہو۔

۶۔ صوبہ سرحد میں آئینی اصلاحات نافذ کرنے کا مطالبہ کیا گیا مگر بلوچستان کا کوئی ذکر نہ کیا گیا۔

۷۔ پنجاب اور بنگال میں مسلمانوں کو آبادی کے تناسب سے نمائندگی دینے سے انکار کر دیا گیا۔

قائدِ اعظم اور نہرو رپورٹ:

قائدِ اعظمؒ نے نہرو رپورٹ کو ماننے سے انکار کر دیا اور کوشش کی کہ ہندو اپنے رویّے میں لچک پیدا کریں اور مسلمانوں کے بنیادی مطالبات کو تسلیم کر لیں مگر ہندو کسی بھی طرح نہرو رپورٹ میں تبدیلی کرنے پر رضامند نہ تھے جس کی وجہ سے بالآخر قائدِ اعظمؒ نے نہرو رپورٹ کے جواب میں 1929ء میں چودہ نکات پیش کیے۔

نہرو رپورٹ کے اثرات:

نہرو رپورٹ نے مسلمانوں کے ساتھ ماضی میں کیے گئے معاہدے پر پانی پھیر دیا اور جداگانہ انتخابات کے اصول کو رَدّ کرتے ہوئے مسلمانوں کے اُن تمام تحفظات کو ماننے سے انکار کر دیا جن کو مسلمان اپنی ترقی اور بقاء کے لیے لازمی سمجھتے تھے۔ نہرو رپورٹ کی وجہ سے معاہدۂ لکھنؤ میں جو اتحاد پہلی بار دونوں قوموں میں ہوا تھا وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا اور مسلمانوں نے یہ جان لیا کہ ہندو مسلمانوں کو اُن کا جائز حق بھی نہیں دینا چاہتے۔

(3) 1935ء کا ایکٹ اور صوبائی خود مختاری

برطانوی حکومت برصغیر میں بتدریج آئینی ارتقاء چاہتی تھی۔ اس سلسلے میں 1909ء میں منٹو مارلے اصلاحات اور 1919ء میں لارڈ چیمسفورڈ اصلاحات نافذ کی گئیں اور بالآخر 1935ء میں برطانوی حکومت نے برصغیر میں ایک نیا آئین متعارف کروایا جسے 1935ء کا آل انڈیا ایکٹ کہا جاتا ہے۔ اس آئین میں برصغیر میں صوبائی خود مختاری کو اوّلیت دی گئی یعنی صوبوں کو پہلے کی نسبت زیادہ اختیارات دیئے گئے تھے۔ علاوہ ازیں برصغیر میں پارلیمانی اور وفاقی نظام حکومت تجویز کیا گیا اور انتظامیہ کو عدلیہ سے علیحدہ کر دیا گیا۔

1937ء کے انتخابات:

1935ء کے آل انڈیا ایکٹ کے تحت 1937ء میں برصغیر میں عام انتخابات منعقد کروائے گئے جس میں کانگریس، مسلم لیگ اور ہندوستان کی دیگر سیاسی جماعتوں نے بھرپور حصہ لیا۔ ان انتخابات میں کانگریس نے نمایاں کامیابی حاصل کی جبکہ مسلم لیگ کو برائے نام نشستیں حاصل ہوئیں۔

کانگریسی وزارتوں کا قیام:

ان انتخابات میں کانگریس نے چھ بڑے صوبوں میں واضح اکثریت حاصل کر لی، جن میں مدراس، ممبئی، بہار، یو۔ پی، سی۔ پی اور سرحد شامل تھے۔ ان صوبوں میں کانگریس نے اپنی وزارتیں تشکیل دیں جنہیں کانگریسی وزارتیں (کانگریسی حکومتیں) کہا جاتا ہے۔

مسلم دشمن پالیسی:

انتخابات میں تھوڑی سی کامیابی نے کانگریس کا دماغ الٹ دیا اور ان وزارتوں نے مسلمانوں کے تشخص کو ختم کرنے کا پروگرام بنایا اور مسلمانوں پر مذہبی، ثقافتی، سیاسی اور معاشرتی دباؤ بڑھایا اور مسلم دشمن پالیسی اپنائی جو کہ مندرجہ ذیل ہے:

۱۔ مسلمانوں پر مذہبی پابندیاں لگائی گئیں۔

۲۔ اوقاتِ نماز میں مسجدوں کے باہر شور وغل کیا جاتا اور بینڈ باجے بجائے جاتے۔
۳۔ مسلمانوں پر ملازمتوں کے دروازے بند کر دیئے گئے۔
۴۔ سکولوں میں اُردو کی بجائے ہندی رائج کرنے کی کوشش کی گئی۔
۵۔ سکولوں میں صبح اسمبلی کے وقت مسلم اور غیر مسلم تمام بچوں سے گاندھی کی مورتی کی پوجا کروائی جاتی۔
۶۔ مسلمان بچوں کو ماتھوں پر تِلک لگانے کو کہا جاتا۔
۷۔ بندے ماترم کا ترانہ پڑھنے کے لیے مسلمان بچوں کو مجبور کیا جاتا جس میں مسلمانوں کے خلاف جذبات کو اُبھارا گیا تھا۔
۸۔ ہندو مسلم فسادات کروائے گئے۔

کانگریسی وزارتوں کا خاتمہ:

یکم ستمبر 1939ء کو دوسری جنگِ عظیم شروع ہوئی تو برطانوی حکومت کو بلیک میل کرنے کی غرض سے کانگریسی وزارتیں مستعفی ہوگئیں اس طرح کانگریسی وزارتوں کے دور کا خاتمہ ہوگیا۔ یہ کانگریسی وزارتیں تقریباً دو سال قائم رہیں۔

یوم نجات:

جب 1939ء میں کانگریسی وزارتوں نے استعفے دیئے تو قائدِ اعظمؒ نے مسلمانوں کو 22 دسمبر 1939ء کو یومِ نجات منانے کا مشورہ دیا۔

کانگریسی وزارتوں کے اثرات:

کانگریسی وزارتوں نے مسلمانوں پر بہت ظلم و ستم ڈھائے۔ اس سے دو قومی نظریے کو برصغیر میں استحکام ملا کیونکہ کانگریسی وزارتوں کے سلوک کو دیکھ کر مسلمان یہ بات سوچنے پر مجبور ہو گئے کہ انگریزوں کے چلے جانے کے بعد اگر حکومت ہندوؤں کو ملی تو ہندو مسلمانوں کے ساتھ کیا سلوک کریں گے جس کی وجہ سے مسلمانوں نے 23 مارچ 1940ء کو الگ وطن کا مطالبہ کر دیا۔

4۔ شملہ کانفرنس:

پس منظر:

وائسرائے ہند لارڈ ویول نے جون 1945 میں ایک منصوبہ پیش کیا جسے ویول پلان کہا جاتا ہے۔ اس میں آئینی تجاویز پیش کی گئیں تھیں۔ قائداعظمؒ اس پلان کے خلاف چٹان بن گئے۔ وائسرائے ہند نے ویول پلان پر بحث کے لیے شملہ کے مقام پر ایک کانفرنس بلائی جو تاریخ میں شملہ کانفرنس کے نام سے یاد کی جاتی ہے۔

شملہ کانفرنس کا انعقاد:

جب 1945ء میں برطانیہ کو اس بات کا یقین ہوگیا کہ وہ جنگ میں فتح حاصل کر لے گا تو وائسرائے ہند لارڈ ویول نے اعلان کیا کہ وائسرائے ہند کی انتظامی کونسل میں تمام تر ہندوستانی اراکین شامل ہونگے اور اس میں تمام تر سیاسی جماعتوں کو آبادی کے تناسب سے نمائندگی ملے گی۔ 25 جون 1945ء میں اس سلسلے میں شملہ کے مقام پر ایک کانفرنس منعقد ہوئی جس میں مسلم لیگ، کانگریس اور دیگر سیاسی جماعتوں نے شرکت کی۔

وائسرائے کی تجویز:

وائسرائے نے یہ تجویز پیش کی کہ انتظامی کونسل کے اراکین کی کُل تعداد تیرہ ہوگی جس میں پانچ مسلمان اراکین شامل ہونگے۔ جبکہ ہندوؤں کے نمائندے چھ اور دو اقلیتوں کے نمائندے شامل کیے جائیں گے۔

کانگریس کا رویہ:

کانگریس اپنے آپ کو ہندوستان کی نمائندہ جماعت سمجھتی تھی۔ اس نے مطالبہ کیا کہ پانچ مسلم اراکین میں سے ایک مسلمان رُکن کانگریس نامزد کرے گی۔

یونینیسٹ پارٹی کا رویہ:

کانگریس کی شہ پر یونینیسٹ پارٹی کے خضر حیات ٹوانہ نے بھی انتظامی کونسل میں ایک نمائندہ نامزد کرنے کا حق مانگا۔

قائدِ اعظم کا رویہ:

قائدِ اعظم نے کانگریس اور یونینیسٹ پارٹی کے مطالبات کو ردّ کر دیا اور دعویٰ کیا کہ مسلم لیگ مسلمانوں کی نمائندہ جماعت ہے اس لیے مسلمانوں کے پانچوں اراکین مسلم لیگ ہی نامزد کرے گی۔

شملہ کانفرنس کی ناکامی:

شملہ کانفرنس مسلم لیگ اور کانگریس کے اختلافات کی بنا پر ناکام ہوگئی۔

5۔ عبوری حکومت:

کابینہ مشن پلان کے بعد عبوری حکومت کی تشکیل کا مرحلہ تھا جو کانگریس، مسلم لیگ اور دوسری اقلیتوں نے تشکیل دینی تھی لیکن اراکین کی تعداد کا فیصلہ نہیں ہو پا رہا تھا۔ بالآخر ستمبر 1946ء میں وائسرائے نے کانگریس کو عبوری حکومت قائم کرنے کو کہا۔ کانگریس نے عبوری حکومت قائم کرنے کی برطانوی حکومت کی اس دعوت کو فوری طور پر قبول کر لیا اور جواہر لال نہرو کی قیادت میں عبوری حکومت تشکیل دی۔

مسلم لیگ کی عبوری حکومت میں شمولیت:

ابتداء میں مسلم لیگ عبوری حکومت میں شامل نہ ہوئی مگر بعد میں مسلم لیگ نے میدان کانگریس کے لیے خالی چھوڑنے کی بجائے عبوری حکومت میں شامل ہونے کا فیصلہ کیا اور عبوری حکومت میں مسلم لیگ کے پانچ وزراء شامل ہوئے۔

عبوری حکومت کے اراکین:

عبوری حکومت کُل چودہ وزراء پر مشتمل تھی جس میں سے چھ وزارتیں کانگریس کو ملیں جبکہ پانچ وزارتیں مسلم لیگ کو اور تین اقلیتی وزراء شامل کیے گئے۔

مسلم لیگی وزارتیں:

1946ء میں عبوری حکومت میں شامل پانچ مسلم لیگی اراکین کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ اسماعیل ابراہیم (آئی۔آئی) چندریگر---------وزیرِ تجارت
۲۔ نواب زادہ لیاقت علی خان---------------وزیرِ خزانہ
۳۔ سردار عبدالرب نشتر-----------------وزیرِ مواصلات
۴۔ راجہ غضنفر علی خان-----------------وزیرِ صحت
۵۔ جوگندر ناتھ منڈل------------------وزیرِ قانون

عبوری حکومت کی کارکردگی:

عبوری حکومت کانگریس اور مسلم لیگ کے اختلافات کی وجہ سے مؤثر انداز میں کام نہ کر پائی۔ ان حالات میں مسلم لیگ کا دوقومی نظریے کی بنیاد پر الگ وطن کا مطالبہ زور پکڑتا گیا جس کی وجہ سے عبوری حکومت ناکام ہوگئی۔

6۔ 3 جون 1947ء کا منصوبہ

پس منظر:

برصغیر میں سیاسی انتشار اور پریشانی بڑھتی جا رہی تھی جس کی وجہ سے کانگریس کے مطالبے پر وائسرائے ہند لارڈ ویول کو واپس برطانیہ بلا لیا گیا اور مارچ 1947ء میں لارڈ ماؤنٹ بیٹن کو نیا وائسرائے ہند بنایا گیا۔ لارڈ ماؤنٹ بیٹن 22 مارچ 1947ء کو برصغیر (دہلی) پہنچے انہوں نے

برصغیر کو متحد رکھنے کی بھرپور کوشش کی مگر ناکام رہے۔ بالآخر مئی 1947ء کو لارڈ ماؤنٹ بیٹن واپس برطانیہ گئے اور اپنے ساتھ تقسیمِ ہند کا منصوبہ لے کر آئے جو تاریخ میں تین جون 1947ء کے منصوبے کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

اہم نکات:

3 جون 1947ء کو برصغیر کی تقسیم کا اعلان کیا گیا۔ اس منصوبے کے تحت یہ اعلان کیا گیا کہ چودہ (14) اور پندرہ (15) اگست 1947ء کی درمیانی شب کو اقتدار پاکستان کے حوالے کر دیا جائے گا اور پندرہ اگست 1947ء کو اقتدار ہندوستان کے حوالے کر دیا جائے گا۔ اس منصوبے کے اہم نکات درج ذیل تھے۔

ا۔ پنجاب اور بنگال کی اسمبلیوں کے ہندو اور مسلم اراکین کے الگ الگ اجلاس ہوں گے یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ پنجاب اور بنگال کو پاکستان اور ہندوستان میں تقسیم کر دیا جائے گا اور صوبوں کی حد بندی کے لیے ایک کمیشن قائم کیا جائیگا۔

۲۔ سندھ اسمبلی کثرت رائے سے صوبے کے مستقبل کا فیصلہ کرے گی۔

۳۔ صوبہ سرحد اور سلہٹ (آسام) کے عوام ریفرنڈم یا استصواب رائے کے ذریعے پاکستان یا بھارت میں شامل ہونے کا فیصلہ کریں گے۔

۴۔ بلوچستان کے الحاق کا فیصلہ شاہی جرگہ اور میونسپلٹی کے ارکان ریفرنڈم کے ذریعے کریں گے۔

۵۔ ریاستوں کے الحاق کے بارے میں اعلان کیا گیا کہ ریاستیں اپنی مرضی سے پاکستان یا بھارت میں شامل ہونے کا فیصلہ کر سکیں گی۔

پنجاب اور بنگال کی تقسیم کے لیے ریڈکلف ایوارڈ مقرر کیا گیا جس نے کئی زرخیز اور مسلم اکثریتی علاقے ہندوستان کے حوالے کر دیئے۔ سندھ اسمبلی نے کثرت رائے سے پاکستان کے حق میں فیصلہ دیا۔ سلہٹ اور صوبہ سرحد میں ریفرنڈم کروایا گیا تو یہاں کی عوام نے پاکستان میں شامل ہونے کا فیصلہ کیا۔ بلوچستان نے بھی پاکستان میں شامل ہونے کا فیصلہ کیا۔

قانون آزادیِ ہند 1947:

تین جون 1947ء کے منصوبے کو قانونی حیثیت دینے کے لیے برطانوی پارلیمنٹ نے 18 جولائی 1947ء کو قانون آزادیِ ہند منظور کیا جس کی رو سے قائدِ اعظم محمد علی جناح پاکستان کے پہلے گورنر جنرل بنے۔

سوالات کے مختصر جوابات

مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب تحریر کیجئے۔

س 1: ریڈکلف ایوارڈ میں پنجاب اور بنگال کی حد بندی کے لیے پاکستان کے مسلمان نمائندوں کے نام تحریر کریں۔

ج: **پنجاب کے نمائندے:** پنجاب کی حد بندی کے لیے پاکستان کی طرف سے جسٹس محمد منیر اور جسٹس دین محمد جبکہ بھارت کی طرف سے جسٹس مہر چند مہاجن اور جسٹس تیجا سنگھ کو چُنا گیا۔

بنگال کے نمائندے: بنگال کی حد بندی کے لیے پاکستان کے نمائندے جسٹس ابو صالح محمد اکرم اور جسٹس ایس۔ اے رحمان اور بھارت کے نمائند جسٹس سی بسواس اور جسٹس بی۔ کے۔ مکرجی تھے۔

س 2: کابینہ مشن پلان کے نکات بیان کریں۔ (لاہور بورڈ 2010-2009ء)

ج: 16 مئی 1946ء کو برطانوی حکومت کے تین وزراء نے سیاسی جماعتوں کے نمائندوں سے ملاقات کے بعد ایک منصوبے کا اعلان کیا۔

جس کے نمایاں پہلو مندرجہ ذیل تھے۔

۱۔ برصغیر میں یونین قائم کی جائے گی جو امور خارجہ، دفاع اور رسل و رسائل کی ذمہ دار ہوگی۔

۲۔ مرکزی امور کے علاوہ باقی تمام اختیارات صوبوں کو دیئے جائیں گے۔

۳۔ صوبوں کو اختیار ہوگا کہ وہ باہم گروپ بنالیں اور ہر گروپ اپنا دستور مرتب کرے۔

۴۔ ہر دس سال کے بعد صوبوں کو اختیار ہوگا کہ وہ کثرت رائے سے آئین میں تبدیلی کا مطالبہ کرسکیں۔

س3: تحریک خلافت کے کیا مقاصد تھے؟ (لاہور بورڈ 2009-2010ء)

ج: برصغیر کے مسلمانوں نے نومبر 1919ء میں آل انڈیا سنٹرل خلافت کمیٹی کے نام سے ایک تنظیم قائم کی جس کے تین مقاصد تھے۔

۱۔ ترکی کی خلافت قائم رکھی جائے۔

۲۔ مسلمانوں کے مقدس مقامات ترکوں کی حفاظت میں رہیں۔

۳۔ ترکوں کی سلطنت کی حدود وہی رہنے دی جائیں جو جنگ سے پہلے تھیں۔

س4: سرسید احمد خاں کی تحریکِ علیگڑھ کے کیا مقاصد تھے؟ (لاہور بورڈ 2009-2010ء)

ج: جنگِ آزادی کے بعد سرسید احمد خاں کی حیثیت سیاسی مسیحا سے کم نہ تھی۔ مسلمانانِ برصغیر کے وجود کو قائم رکھنے کے لیے آپ آگے بڑھے اور انگریزوں کی غلط فہمی دور کرنے کی کوشش کی۔ آپ نے اس سلسلے میں تحریک علی گڑھ کا آغاز کیا۔ جس کے درج ذیل مقاصد تھے۔

۱۔ حکومت اور مسلمانوں کے درمیان اعتماد بحال کرنا۔

۲۔ مسلمانانِ برصغیر کو جدید علوم اور انگریزی زبان سیکھنے کی طرف راغب کرنا۔

۳۔ مسلمانانِ برصغیر کو سیاست سے باز رکھنا۔

س5: 3 جون 1947ء کے منصوبے سے کیا مراد ہے؟ (لاہور بورڈ 2009-2010ء)

ج: 3 جون 1947ء کا منصوبہ برصغیر کی تقسیم کا منصوبہ تھا جس کی رو سے اس بات کا فیصلہ کیا گیا کہ 14 اور 15 اگست 1947ء کی درمیانی شب تک اقتدار ہندوستانیوں کے حوالے کردیا جائے گا۔ 3 جون کے منصوبے کی اہم شقیں مندرجہ ذیل تھیں۔

۱۔ پنجاب اور بنگال کی اسمبلیوں کے ہندو اور مسلمان اراکین کے الگ الگ اجلاس ہوں گے یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ دونوں صوبوں کو پاکستان اور ہندوستان میں تقسیم کردیا جائے گا۔ جس کے لیے ایک حد بندی کمیشن مقرر ہوگا۔

۲۔ سندھ اسمبلی کثرت رائے سے صوبے کے مستقبل کا فیصلہ کرے گی۔

۳۔ صوبہ سرحد اور سلہٹ (آسام) کے عوام پاکستان یا بھارت میں شمولیت کا فیصلہ استصواب رائے (ریفرنڈم) کے ذریعے کریں گے۔

۴۔ بلوچستان کا فیصلہ شاہی جرگہ کرے گا۔

۵۔ صوبہ سرحد میں بھی ریفرنڈم منعقد کروایا جائے گا۔

س6: 1945-46ء کے انتخابات میں مسلم لیگ نے پنجاب سے کتنی نشستیں حاصل کیں؟ (لاہور بورڈ 2010)

ج: 1945-46ء کے انتخابات میں مسلم لیگ نے مرکزی اسمبلی کی تمام نشستیں جیت لیں۔ جبکہ صوبائی اسمبلی کی مسلمانوں کے لیے مخصوص 86 نشستوں میں سے 75 نشستیں جیتیں۔ چار (4) ارکان بعد میں شامل ہونے سے مسلم لیگ کی نشستوں کی تعداد 79 ہوگئی۔

س7: قائدِ اعظم نے گورنر جنرل کی حیثیت سے پاکستان کے انتظامی ڈھانچہ کی بہتری کے لیے کیا اقدامات کیے؟

ج: 14 اگست 1947ء کو پاکستان بنا تو قائدِ اعظم نے بطور گورنر جنرل عہدے کا حلف اُٹھایا اور انہوں نے انتظامی ڈھانے کی بہتری کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی جس کا چوہدری محمد علی کو جنرل سیکرٹری بنایا گیا۔

س8: بلوچستان میں مسلم لیگ کی برانچ کب اور کس نے قائم کی؟ (لاہور بورڈ 2009)

ج: بلوچستان ایک پسماندہ علاقہ تھا اس لیے اس صوبے میں سیاسی بیداری بہت دیر سے ہوئی۔ بلوچستان میں مسلم لیگ کا قیام 1939ء میں ہوا جس کا سہرا قاضی محمد عیسیٰ کے سر ہے۔ 1940ء کی قراردادِ لاہور کی قاضی محمد عیسیٰ نے بلوچستان کی طرف سے حمایت کی تھی۔

س9: 1946ء میں قائم ہونے والی عبوری حکومت میں شامل مسلم لیگی اراکین کے نام تحریر کریں۔ (لاہور بورڈ 2009)

ج: ستمبر 1946ء میں برطانوی حکومت نے کانگریس کو عبوری حکومت قائم کرنے کو کہا۔ ان حالات میں مسلم لیگ نے میدان خالی چھوڑنے کی بجائے عبوری حکومت میں شامل ہونے کا فیصلہ کیا اور عبوری حکومت میں پانچ مسلم لیگی اراکین کے نام تجویز کیے گئے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ لیاقت علی خاں ۲۔ (آئی۔ آئی چندریگر) اسماعیل ابراہیم چندریگر ۳۔ سردار عبدالرب نشتر ۴۔ راجہ غضنفر علی خان
۵۔ جوگندر ناتھ منڈل

س10: تحریکِ عدمِ تعاون کے مقاصد بیان کریں؟

ج: تحریکِ خلافت کے دوران اپنے مقاصد کے حصول کے لیے 1920ء میں مسٹر گاندھی کے مشورے سے تحریکِ عدمِ تعاون چلائی گئی جس کا مقصد انگریزوں کو ہندوستان چھوڑنے پر مجبور کرنا تھا، اس کے نکات مندرجہ ذیل تھے:

۱۔ حکومت کے ساتھ عدم تعاون۔ ۲۔ سرکاری ملازمتوں کو ترک کرنا۔ ۳۔ فوج میں مسلمانوں کا بھرتی نہ ہونا۔
۴۔ انگریزی مصنوعات کا بائیکاٹ۔ ۵۔ عدالتی بائیکاٹ۔ ۶۔ بچوں کو سکولوں اور کالجوں میں نہ بھیجنا۔
۷۔ انگریزوں کے عطا کردہ خطابات واپس کرنا۔

س11: نظریہ کا مفہوم بیان کریں۔

ج: نظریہ عام طور پر کسی بھی سیاسی، معاشرتی یا تمدنی تحریک کے ایسے لائحہ عمل کو کہتے ہیں جو حالات واقعات کی روشنی میں کسی بھی قوم کا مشترکہ نصب العین بن جائے (یا) فلسفے میں جب عام طور پر تصوّرات کے ساتھ ساتھ لائحہ عمل کو بھی شامل کرلیا جائے تو اُسے نظریہ یا آئیڈیالوجی کہتے ہیں۔

س12: دوقومی نظریہ سے کیا مراد ہے؟ یا دوقومی نظریہ کا مفہوم بیان کریں۔

ج: برصغیر کے تاریخی تناظر میں دوقومی نظریہ سے مراد یہ ہے کہ وطن کے اشتراک کے باوجود برصغیر کے مسلمان ہندوؤں سے ایک الگ قوم ہیں۔ یہی تصور نظریہ پاکستان کی اساس ہے۔

قائدِ اعظمؒ نے فرمایا تھا کہ دوقومی نظریے کی بنیاد اسی روز پڑ گئی تھی جب پہلا ہندو مسلمان ہوا تھا۔ گویا برصغیر میں دوقومی نظریے کی ابتداء تو مسلمانوں کی آمد کے ساتھ ہی ہوگئی تھی پھر مختلف مواقع پر اس نظریے کے اظہار، ارتقاء اور استحکام کی صورتیں پیدا ہوتی گئیں۔

س13: شاہ ولی اللہؒ کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

ج: شاہ ولی اللہؒ اٹھارہویں صدی کے مجدّد تھے۔ آپ 2 فروری 1703ء کو دہلی میں پیدا ہوئے، آپ کا اصل نام احمدؒ اور لقب شاہ ولی اللہؒ تھا۔ شاہ ولی اللہؒ نے اس وقت اپنی تحریک کا آغاز کیا۔ جب ہر طرف نا اُمیدی اور مایوسی کے سائے لہرا رہے تھے۔ انہوں نے نجیب الدولہ اور احمد شاہ ابدالی کو برصغیر پر حملے کی دعوت دے کر اسلامی حکومت کو خلفشار سے نجات دلائی۔ آپ نے مسلمانوں کو جہاد کی تلقین کی اس کے علاوہ آپ نے بے شمار مذہبی و سیاسی خدمات سرانجام دیں۔

س14: قرآن پاک کا سب سے پہلے فارسی میں ترجمہ کس نے کیا؟

ج: برصغیر پاک و ہند میں قرآن پاک کا سب سے پہلے فارسی میں ترجمہ حضرت شاہ ولی اللہؒ نے کیا جو کہ ”فتح الرحمٰن فی ترجمۃ القرآن“ کے نام سے مشہور ہے۔

س15: فرائضی تحریک کو فرائضی تحریک کیوں کہا جاتا ہے؟

ج: فرائضی تحریک کا مقصد لوگوں کو فرائض کی تلقین (یعنی نماز، روزہ، زکٰوۃ اور حج) کو باقاعدگی سے ادا کرنا تھا۔ اس لیے اس تحریک کو فرائضی تحریک کہا جاتا ہے۔ اس تحریک کے بانی حاجی شریعت اللہ تھے اور یہ مسلم بنگال کی مقبول ترین تحریک تھی۔

س16: فرائضی تحریک کے مقاصد بیان کریں۔

ج: فرائضی تحریک کے مندرجہ ذیل تین مقاصد تھے:

١۔ فرائض یعنی نماز، روزہ، زکٰوۃ اور حج کو باقاعدگی سے ادا کرنے کی تلقین کرنا۔ ٢۔ بدعات کا خاتمہ
٣۔ ہندو زمینداروں کے ظالمانہ روّیے کے خلاف مسلمان کسانوں کی حمایت کرنا۔

س17: فرائضی تحریک کو عوامی تحریک کس نے بنایا؟

ج: حاجی شریعت اللہ کی وفات کے بعد ان کے بیٹے حاجی محمد محسن عرف دودھو میاں نے اس تحریک کو نہ صرف جاری رکھا بلکہ اسے زور و شور کے ساتھ چلا کر اسے عوامی تحریک بنا دیا اور اس تحریک نے کسانوں کے مسائل کی طرف بھرپور توجہ دی اور وہ اس قابل ہو گئے کہ انہوں نے ہندو زمینداروں کی دھونس برداشت کرنے سے انکار کر دیا۔

س18: سرسید احمد خاں یا تحریک علیگڑھ کی سیاسی خدمات بیان کریں۔

ج: سرسید احمد خاں نے 1857ء کی جنگِ آزادی کے بعد مسلمانوں کے لیے مندرجہ ذیل سیاسی خدمات سرانجام دیں:

١۔ جنگِ آزادی کے بعد سرسید احمد خاں کی حیثیت سیاسی مسیحا سے کم نہ تھی۔

٢۔ آپ نے ”رسالہ اسباب بغاوتِ ہند“ لکھا جس میں جنگِ آزادی کے اصل حقائق بیان کئے گئے تاکہ انگریزوں کو جنگ کے حقیقی اسباب سے آگاہ کیا جا سکے۔

٣۔ آپ نے 1867ء میں دو قومی نظریہ پیش کیا اور برصغیر کی تاریخ میں پہلی مرتبہ مسلمانوں کے لیے علیٰحدہ قوم کا لفظ استعمال کیا۔

٤۔ سرسید احمد خاں نے مسلمانوں کو عملی سیاست سے دور رہنے اور تعلیم حاصل کرنے کا مشورہ دیا اس کے علاوہ آپ نے کانگریس سے بھی مسلمانوں کو دور رہنے کا مشورہ دیا۔

س19: کانگرس کب اور کس نے قائم کی؟

ج: انڈین نیشنل کانگرس کی بنیاد ایک انگریز اے۔ او (Allan Octavian) ہیوم نے 1885ء میں رکھی جس کا مقصد برصغیر کی تمام

قوموں اور طبقوں کو ایک سیاسی پلیٹ فارم مہیا کرنا تھا تا کہ لوگ یہاں پر اکٹھے ہو کر اپنے دل کی بھڑاس نکال سکیں اور حکومت تک اپنے مسائل اور مطالبات کو احسن طریقے سے پہنچا سکیں۔

س20: **شملہ وفد کب اور کہاں وائسرائے ہند سے ملا؟**

ج: یکم اکتوبر 1906ء کو 35 ممبران پر مشتمل مسلمانوں کا ایک سیاسی وفد سر آغا خاں کی قیادت میں وائسرائے ہند لارڈ منٹو سے شملہ میں ملا۔ اور اس میں مسلمانوں نے جداگانہ انتخاب اور مرکزی اسمبلی میں مسلمانوں کی ایک تہائی نشستوں کا مطالبہ کیا۔

س21: **شملہ وفد کے مقاصد کیا تھے اور یہ کس حد تک کامیاب رہا؟**

ج: شملہ وفد کے مقاصد مندرجہ ذیل تھے:

۱۔ مسلمانوں کے لیے جداگانہ انتخابات کا مطالبہ۔

۲۔ مسلمان ووٹرز کے لیے شرائط میں نرمی کا مطالبہ۔

۳۔ مرکزی اسمبلی میں مسلمانوں کے لیے ایک تہائی نشستیں۔

وائسرائے ہند لارڈ منٹو نے وفد کو مثبت جواب دیا اور یقین دہانی کرائی کہ مسلمانوں کے ان مطالبات کو آئندہ ہونے والی اصلاحات میں تسلیم کر لیا جائے گا۔ چنانچہ حکومت نے مسلمانوں کے ان مطالبات کو 1909ء کی منٹو مارلے اصلاحات میں تسلیم کر لیا۔

س22: **مسلم لیگ کے قیام کے ابتدائی مقاصد بیان کریں۔**

ج: مسلم لیگ کے قیام کے ابتدائی مقاصد مندرجہ ذیل تھے:

۱۔ مسلمانوں میں برطانوی حکومت کے متعلق وفادارانہ جذبات پیدا کرنا اور حکومت کی کاروائیوں کے بارے میں ان کے شکوک و شبہات کو دور کرنا۔

۲۔ مسلمانوں کے سیاسی حقوق کی حفاظت کرنا اور انکے مطالبات و خواہشات اور ضروریات کو احسن طریقے سے حکومت کے سامنے پیش کرنا۔

۳۔ مندرجہ بالا مقاصد کو نقصان پہنچائے بغیر برصغیر کی دوسری قوموں کے ساتھ تعلقات استوار کرنا۔

س23: **مسلم لیگ کے اہم محرکات تحریر کریں۔**

ج: مسلم لیگ کے قیام کے اہم محرکات مندرجہ ذیل تھے،

1۔ تقسیم بنگال اور ہندوؤں کا ردِعمل

2۔ انگریزوں کا رویّہ

3۔ مسلمانوں کی محرومیت

4۔ مسلمانوں کو سیاسی طور پر نظر انداز کرنا

5۔ شملہ وفد کی کامیابی

6۔ اردو ہندی تنازعہ 1867ء

7۔ کانگریس کا رویّہ

8۔ ہندو تشدد پسند تحریکیں

س24: کانگریسی وزارتیں کب قائم ہوئیں اور انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

ج: 1935ء کے آئین کے تحت برصغیر میں 1937ء میں انتخابات منعقد ہوئے جس کے نتیجے میں کانگریس کی چھ بڑے صوبوں میں وزارتیں قائم ہوئیں اور ان کانگریسی وزارتوں نے 1939ء میں استعفے دے دیے۔ اس دوران ہندوؤں نے مسلمانوں کے مذہب پر پابندی لگانے کی کوشش کی۔ مسجدوں کے باہر شور و غل کرنا شروع کر دیا۔ مسلمانوں پر ملازمتوں کے دروازے بند کر دیے گئے۔ سکولوں میں اُردو کی بجائے ہندی رائج کرنے کی کوشش کی گئی۔ مسلمان بچوں کو ماتھے پر تلک لگانے، بندے ماترم کا ترانہ گانے اور گاندھی کی مورتی کی پوجا کرنے پر مجبور کیا گیا۔

س25: برصغیر کے مسلمانوں نے یومِ نجات کب اور کیوں منایا؟

ج: 1939ء میں کانگرسی وزارتوں نے استعفے دے دیے جس کی وجہ سے مسلمانوں کو کانگریسی وزارتوں سے چھٹکارا مل گیا تو مسلمانوں نے قائدِ اعظمؒ کے مشورے سے 22 دسمبر 1939ء کو یومِ نجات منایا۔

س26: سرسید احمد خانؒ نے مسلمانوں کو کانگرس سے دور رہنے کا مشورہ کیوں دیا؟

ج: سرسید احمد خاںؒ یہ سمجھتے تھے کہ کانگریس صرف ہندوؤں کی نمائندہ جماعت ہے اور یہ جماعت صرف ہندو مفادات کے لیے کام رہی ہے، یہ مسلمانوں اور دیگر اقوام کی نمائندہ جماعت نہیں ہے۔ اس لیے سرسید احمد خاں نے مسلمانوں کو کانگرس سے الگ رہنے کا مشورہ دیا۔

س27: میثاق لکھنو کب طے پایا اور اس کے اہم نکات کیا تھے؟

ج: 1916ء میں مسلم لیگ اور کانگریس کے درمیان قائدِ اعظم کی کوششوں سے ایک سمجھوتہ طے پایا جسے میثاقِ لکھنؤ کہا جاتا ہے۔ قائدِ اعظمؒ کو اس معاہدے کے بعد ہندو مسلم اتحاد کا سفیر کہا گیا جس میں مندرجہ ذیل نکات کو تسلیم کیا گیا:

ا۔ ہندوؤں نے پہلی بار مسلمانوں کو الگ قوم تسلیم کیا۔ ۲۔ مسلمانوں کے لیے جداگانہ انتخابات کے مطالبے کو کانگریس نے تسلیم کر لیا۔

۳۔ مسلمانوں کے لیے مرکزی اسمبلی میں ایک تہائی نشستیں دینے پر بھی سمجھوتہ ہوا۔

س28: تحریک ہجرت کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

ج: 1924ء میں چند علماء کرام (مولانا ابوالکلام آزاد وغیرہ) نے فتویٰ جاری کیا کہ برصغیر دارُالحرب ہے۔ اس لیے مسلمانوں کو انگریزوں کی عملداری میں رہنے کی بجائے دارُالاسلام کی طرف ہجرت کر جانی چاہئے چنانچہ ہزاروں مسلمانوں نے اپنی جائیدادیں بیچ کر افغانستان کی طرف ہجرت کی۔ جبکہ افغانستان نے لوگوں کی کفالت نہ کر سکنے کا بہانہ بنا کر مسلمانوں کو مجبور کر دیا کہ وہ اپنے ملک واپس چلے جائیں۔ جب یہ لٹے پٹے مسلمان واپس آئے تو بربادی کے سوا ان کے لیے کچھ نہ تھا۔

س29: نہرو رپورٹ کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

ج: 1928ء میں موتی لال نہرو کی قیادت میں کمیٹی نے ایک رپورٹ پیش کی جسے نہرو رپورٹ کہا جاتا ہے۔ اس رپورٹ نے مسلمانوں کے ساتھ ماضی میں کیے گئے معاہدے پر پانی پھیر دیا اور مسلمانوں کے جداگانہ انتخابات کے اصول کو رد کرتے ہوئے ان تمام تحفظات کو ماننے سے انکار کر دیا جو مسلمان اپنی ترقی اور بقاء کے لیے لازمی سمجھتے تھے۔ نہرو رپورٹ کی وجہ سے معاہدۂ لکھنؤ میں جو اتحاد پہلی بار دونوں قوموں میں ہوا تھا وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا۔

س30: قائدِ اعظمؒ نے چودہ نکات کب اور کیوں پیش کیے؟

ج: نہرو رپورٹ میں مسلمانوں کے مفادات کو ماننے سے انکار کر دیا گیا تھا اس لیے قائدِ اعظم نے نہرو رپورٹ کو ماننے سے انکار کر دیا۔ آپ نے نہرو رپورٹ کے جواب میں 1929ء میں چودہ نکات پر مشتمل رہنما اصول پیش کیے۔

س31: کرپس مشن 1942ء کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟ یا کرپس مشن کی تجاویز کیا تھیں؟

ج: 1942ء میں حکومت برطانیہ نے سر سٹیفورڈ کرپس کو برصغیر بھیجا جس نے تمام سیاسی پارٹیوں کو چند نکات پر متفق کرنے کی کوشش کی مگر ناکام رہا۔ اس نے اعلان کیا۔

1۔ برصغیر میں کوئی ایسا آئین نافذ نہیں کیا جائے گا جس پر تمام سیاسی پارٹیاں متفق نہ ہوں۔

2۔ دوسری جنگِ عظیم کے بعد برصغیر تاجِ برطانیہ کے ماتحت ہوگا لیکن اندرونی اور بیرونی معاملات میں برطانوی حکومت کسی بھی طرح کی دخل اندازی سے گریز کرے گی۔

س32: ویول پلان کب پیش ہوا۔ اور یہ کیوں ناکام ہوا؟

ج: 1945ء میں ویول پلان پیش ہوا۔ قائداعظم اس کے خلاف چٹان بن گئے کیونکہ قائداعظم نے مسلم لیگ کو مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ثابت کرنے کی کوشش کی جس کو کانگریس اور انگریزوں نے ماننے سے انکار کر دیا۔ جس کی وجہ سے ویول پلان ناکام ہو گیا۔

س33: شملہ کانفرنس کا مقصد کیا تھا؟

ج: 1945ء میں برطانیہ کو اس بات کا یقین ہو گیا کہ وہ جنگ میں فتح حاصل کر لے گا تو وائسرائے لارڈ ویول نے اعلان کیا کہ وائسرائے کی انتظامی کونسل میں تمام تر ہندوستانی اراکین شامل ہوں گے۔ اس میں تمام سیاسی جماعتوں کو آبادی کے تناسب سے نمائندگی ملے گی۔ یعنی مسلمانوں اور ہندوؤں کی تعداد برابر ہوگی۔ 1945ء میں ان تجاویز پر غور کرنے کے لیے شملہ کانفرنس کا انعقاد ہوا۔

س34: کابینہ مشن پلان کے بنیادی مقاصد کیا تھے؟ (لاہور بورڈ 2010)

ج: کابینہ مشن پلان 1946ء میں برصغیر آیا، جس کے بنیادی مقاصد درج ذیل تھے:

۱۔ ہندوستان کی دستوری حیثیت اور حکومت کی شکل واضح کرنا۔

۲۔ مسلمانوں اور ہندوؤں میں نفرتوں کی خلیج کو کم کر کے متحدہ ہندوستان میں رکھنے کی کوشش کرنا۔

س35: کابینہ مشن پلان کب برصغیر آیا اور اس کے وفد کے اراکین کے نام بتائیں؟

ج: 1946ء میں برطانوی حکومت نے ہندوستان میں بڑھتی ہوئی سیاسی بے چینی کے پیش نظر کابینہ مشن برصغیر بھیجا۔ یہ وفد تین برطانوی وزراء پر مشتمل تھا اس کے ارکان مندرجہ ذیل تھے۔

سر پیتھک لارنس، اے۔ وی الیگزینڈر اور سر سٹیفورڈ کرپس (سٹیفورڈ کرپس اس وفد کے سربراہ تھے)

س36: مسلم لیگ نے یومِ راست اقدام کب اور کیوں منایا؟ یا یومِ راست اقدام سے کیا مراد ہے؟

ج: مسلم لیگ نے 16 اگست 1946ء کو عوامی سطح پر یومِ راست اقدام منانے کا فیصلہ کیا جس میں تمام صوبوں نے بھرپور ساتھ دیا۔ اس روز برصغیر میں جگہ جگہ جلسے منعقد کیے گئے۔ جس میں کانگریس کے ناپاک عزائم سے پردہ اُٹھایا گیا۔ کیونکہ ہندو انگریزوں کے بعد برصغیر پر حکومت کا خواب دیکھ رہے تھے۔

س37: ویول پلان کے اہم نکات بیان کیجئے۔

ج: 1945ء میں وائسرائے ہند لارڈ ویول نے اعلان کیا کہ

۱۔ وائسرائے کی انتظامی کونسل میں تمام تر ہندوستانی اراکین شامل ہوں گے جس میں تمام سیاسی جماعتوں کو آبادی کے تناسب سے نمائندگی دی جائے گی یعنی مسلمانوں اور ہندوؤں کی تعداد برابر ہوگی۔

۲۔ برصغیر کا آئندہ دستور تمام سیاسی جماعتوں کی مرضی کے مطابق بنایا جائے گا۔

۳۔ مرکز اور صوبوں میں انتظامی کونسلیں تشکیل دی جائیں گی۔ جن میں ہندوستانیوں کو شامل کیا جائے گا۔

س38: ریڈکلف ایوارڈ نے پاکستان کو کیا نقصانات پہنچائے؟

ج: تقسیم کے وقت وائسرائے اور ریڈکلف ایوارڈ کے عملے نے کانگریس سے گٹھ جوڑ کر کے پاکستان کو مندرجہ ذیل نقصانات پہنچائے:

۱۔ مشرقی پنجاب کے مسلم اکثریت کے کئی علاقے تحصیل فیروز پور، ضلع گورداس پور وغیرہ بھارت کو دے دیے گئے۔

۲۔ پاکستان کو وسیع زرخیز علاقوں سے محروم کر دیا گیا۔

۳۔ پاکستان کو ستلج، بیاس اور راوی کے پانی سے محروم کر دیا گیا۔

۴۔ گورداس پور کے راستے بھارت کو کشمیر تک زمینی راستہ فراہم کیا گیا۔

س39: تقسیمِ بنگال کب ہوئی اور اس کی منسوخی کا اعلان کب کیا گیا؟

ج: 1905ء کو برطانوی حکومت نے انتظامی نکتہ نظر سے بنگال کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ مشرقی بنگال کے صوبے میں مسلمان اکثریت میں تھے اس لیے مسلمانوں نے سکھ کا سانس لیا۔ ہندوؤں کو مسلمانوں کی آزادی ایک آنکھ نہ بھائی اور انہوں نے تقسیم کی مخالفت کرنا شروع کر دی جس کو مدِنظر رکھتے ہوئے برطانوی حکومت نے 1911ء میں تنسیخ تقسیم بنگال کا اعلان کر دیا۔

س40: 1947ء میں تقسیم ہند کے وقت بنگال اور سہلٹ (آسام) کے مقدر کا فیصلہ کیسے کیا گیا؟

ج: 1947ء میں بنگال کی تقسیم کے لیے ریڈکلف کی سربراہی میں باؤنڈری کمیشن قائم کیا گیا جبکہ سلہٹ (آسام) میں ریفرنڈم کرایا گیا جس کی رو سے یہاں کے مسلمانوں نے پاکستان میں شامل ہونے کا فیصلہ کیا۔

س41: مشرقی پاکستان سے تعلق رکھنے والے چند مشہور قائدین کے نام بتائیں۔

ج: مولوی فضل حق، حسین شہید سہروردی اور خواجہ ناظم الدین کا تعلق مشرقی پاکستان سے تھا۔ مولوی فضل حق وہ لیڈر تھے جنہوں نے 1940ء میں قراردادِ لاہور پیش کی۔ حسین شہید سہروردی پاکستان کے وزیرِاعظم رہے جبکہ خواجہ ناظم الدین پاکستان کے دوسرے گورنر جنرل اور وزیرِاعظم رہے۔

س42: 1947ء میں بلوچستان کے مستقبل کا فیصلہ کیسے ہوا؟

ج: 1947ء میں بلوچستان کے مستقبل کا فیصلہ شاہی جرگے نے کرنا تھا کہ آیا بلوچستان پاکستان کے ساتھ شامل ہوگا یا ہندوستان کے ساتھ شامل ہوگا۔ کانگریس کی سرتوڑ کوششوں کے باوجود بلوچستان کے عوام اور لیڈروں نے پاکستان کے ساتھ شامل ہونے کا اعلان کیا۔

س43: بلوچستان کے چند مشہور قائدین کے نام بتائیں جنہوں نے تحریکِ پاکستان میں اہم کردار ادا کیا۔

ج: قاضی محمد عیسیٰ، نواب محمد خاں جوگیزئی اور میر جعفر خاں جمالی نے تحریکِ پاکستان میں بلوچستان کی طرف سے اہم کردار ادا کیا۔

س44: انجمن حمایت اسلام کب قائم ہوئی اور اس کے بانی کون تھے؟

ج: انجمن حمایت اسلام 1884ء میں قائم ہوئی اس کے بانی منشی چراغ دین تھے۔ جبکہ اس انجمن کے پلیٹ فارم سے مولانا الطاف حسین حالی، نواب محسن الملک، سر محمد شفیع اور علامہ اقبالؒ جیسے لوگوں نے مسلمانوں کی رہنمائی کی۔

س45: تحریکِ پاکستان کے حوالے سے صوبہ پنجاب کے اہم راہنماؤں کے نام لکھیں۔

ج: مولانا الطاف حسین حالیؒ، نواب محسن الملک، سر محمد شفیعؒ، مولانا ظفر علی خان، علامہ اقبالؒ اور چوہدری رحمت علی کا تعلق صوبہ پنجاب سے تھا۔ علامہ اقبال نے پاکستان کا تصور دیا جبکہ چوہدری رحمت علی نے پاکستان کا نام تجویز کیا۔

س46: علامہ اقبال نے پاکستان کے لیے کیا خدمات سرانجام دیں؟

ج: شاعرِ مشرق علامہ اقبال نے اپنے کلام کے ذریعے عملی سیاست میں حصہ لے کر مسلمانوں میں بیداری پیدا کی۔ 1930ء میں آپ نے مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس منعقدہ الٰہ آباد میں تاریخی خطبہ پیش کیا۔ جس میں انہوں نے مسلمانوں کے لئے علیحدہ وطن کا تصور پیش کیا۔ آپ نے 1931ء اور 1932ء میں لندن میں ہونے والی دوسری اور تیسری گول میز کانفرنس میں شرکت کر کے برصغیر کے سیاسی مسائل کا حل تلاش کرنے میں مدد کی۔

س47: باب الاسلام کس صوبے کو کہا جاتا ہے اور کیوں؟

ج: صوبہ سندھ کو باب الاسلام کہا جاتا ہے کیونکہ برصغیر میں اسلام کی آمد یہاں سے شروع ہوئی۔ 712ء میں محمد بن قاسم نے سندھ کو فتح کر کے مسلمان حملہ آوروں کے لیے راہ ہموار کی اور سندھ میں بہت سے نامی گرامی علماء اور صوفیائے کرام پیدا ہوئے جنہوں نے سندھ کا نام پورے عالمِ اسلام میں روشن کیا۔

س48: صوبہ سرحد سے تعلق رکھنے والے ان قائدین کے نام بتائیں جنہوں نے تحریکِ پاکستان میں اہم کردار ادا کیا؟

ج: پیر صاحب آف مانکی شریف، پیر صاحب آف زکوڑی شریف سردار اورنگ زیب خان اور صاحبزادہ خان عبدالقیوم خان صوبہ سرحد کے وہ اہم مسلم قائدین تھے جنہوں نے تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

س49: صوبہ سندھ کی طرف سے تحریک پاکستان میں اہم کردار ادا کرنے والے قائدین کے نام لکھیں۔

ج: قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ، سر غلام حسین ہدایت اللہ اور سر عبداللہ ہارون وہ راہنما ہیں جنہوں نے تحریکِ پاکستان میں سندھ کی طرف سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

س50: قیامِ پاکستان کے وقت پاکستان کو کونسی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا؟

ج: قیامِ پاکستان کے وقت پاکستان کو بھارت کی طرف سے جن مسائل کا سامنا کرنا پڑا ان میں اثاثہ جات کی غیر مساوی تقسیم، مہاجرین کی آبادکاری کا مسئلہ اور ان کے ساتھ ناروا سلوک کے علاوہ انتظامی ریکارڈ کی بروقت نقل وحمل کا نہ ہونا تھا لیکن قائدِ اعظمؒ کی قد آور شخصیت نے آزادی کے بعد جو مشکلات پیدا ہوئیں ان کو اچھے طریقے سے سلجھایا۔

س51: باؤنڈری کمیشن یا ریڈکلف ایوارڈ سے کیا مراد ہے؟

ج: 3 جون 1947ء کے منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لیے برطانوی پارلیمنٹ نے 18 جولائی 1947ء کو قانونِ آزادیٔ ہند منظور کیا جس کے مطابق پنجاب اور بنگال کی اسمبلیوں کی تقسیم کا فیصلہ ہونے لگا تو برطانوی حکومت نے سر سیرل ریڈکلف کی سربراہی میں ایک حد بندی

کمیشن مقرر کیا جسے باؤنڈری کمیشن یا ریڈکلف ایوارڈ کہتے ہیں۔

س52: سرسید احمد خان کب اور کہاں پیدا ہوئے؟ (لاہور بورڈ 2011)

ج: سرسید احمد خان 17 اکتوبر 1817 کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام سید متقی تھا جو ایک عالم دین تھے۔

س53: یوم نجات سے کیا مراد ہے؟

ج: 1937ء کے انتخابات میں کامیابی کے بعد کانگریسی وزارتیں قائم ہوئیں جنہوں نے مسلمانوں کا جینا دوبھر کر دیا۔ 1937ء میں کانگریسی وزارتوں کا خاتمہ ہوا تو قائداعظم نے مسلمانوں کو یوم نجات منانے کا حکم دیا۔

س54: قانون آزادی ہند کب منظور ہوا؟

ج: تین جون 1947ء کے منصوبے کو قانونی حیثیت دینے کے لیے برطانوی پارلیمنٹ نے 18 جولائی 1947ء کو قانون آزادیِ ہند منظور کیا جس کی رو سے قائدِاعظم محمد علی جناح پاکستان کے پہلے گورنر جنرل بنے۔

س55: قرارداد پاکستان کے اہم نکات بیان کیجئے۔

ج: i) باہم متصل اکائیوں کی نئے خطوط کی صورت میں حد بندی کی جائے۔ شمال مغرب اور مشرق میں مسلم اکثریت والے علاقوں میں آزاد مسلم مملکتیں قائم کی جائیں۔

ii) برصغیر کے لیے تقسیم کے علاوہ کسی دوسری سکیم کو منظور نہیں کیا جائے گا۔

iii) تقسیم کے بعد ہندو اکثریتی علاقوں میں مسلم اقلیت کے حقوق کے تحفظ کا مناسب بندوبست کیا جائے۔

س56: تحریک خلافت کے بانی اراکین کے نام لکھیں۔

ج: مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علی، مولانا حسرت موہانی، مولانا ظفر علی خان، ابوالکلام آزاد اور حکیم اجمل خان تحریک خلافت کے بانی اراکین ہیں۔

س57: قائداعظم کے چودہ نکات میں سے کوئی سے چھ نکات بیان کیجئے۔

ج: i) آئندہ آئین وفاقی طرز کا ہو جس میں صوبوں کو زیادہ خودمختاری دی جائے۔

ii) تمام صوبائی حکومتوں کو ایک ہی اصول پر داخلی خودمختاری دی جائے۔ iii) صوبوں میں اقلیتوں کو مناسب نمائندگی دی جائے۔

iv) مرکزی اسمبلی میں مسلمان ممبران کی تعداد ایک تہائی سے کم نہ ہو۔ v) تمام لوگوں کو یکساں مکمل مذہبی آزادی دی جائے۔

vi) سندھ کو ممبئی سے الگ کر کے صوبہ بنا دیا جائے۔

س58: قائداعظمؒ کب اور کہاں پیدا ہوئے؟ (لاہور بورڈ 2009ء)

ج: قائداعظم 25 دسمبر 1876ء کو کراچی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام پونجا جناح تھا جو کراچی کے بڑے تاجروں میں شمار ہوتے تھے۔

س59: علامہ اقبالؒ نے اپنے مشہور خطبہ الہٰ آباد میں کیا فرمایا؟ (لاہور بورڈ 2009-2010ء)

ج: علامہ اقبالؒ نے الہٰ آباد کے مقام پر تاریخی خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

”میری خواہش ہے کہ پنجاب، سرحد، سندھ اور بلوچستان کو ملا کر ایک ریاست بنا دی جائے۔ خواہ ہندوستان برطانوی سلطنت کے اندر رہ کر یا باہر رہ کر آزادی حاصل کرے، مجھے شمال مغربی مسلم ریاست کا قیام مسلمانوں یا کم از کم شمال مغربی علاقوں کے مسلمانوں کا مقدر نظر آتا ہے۔“

س60: پاکستان کے پہلے گورنر جنرل اور وزیراعظم کون تھے؟ (لاہور بورڈ 2009-2010ء)

ج: پاکستان 14 اگست 1947 کو معرض وجود میں آیا اور اس کے پہلے گورنر جنرل کی حیثیت سے قائداعظم محمد علی جناح نے حلف اٹھایا اور نوابزادہ خان لیاقت علی خان اس کے پہلے وزیراعظم بنے۔

س61: تجاویز دہلی کب اور کس نے پیش کیں؟ **(لاہور بورڈ 2010ء)**

ج: تجاویز دہلی قائداعظم محمد علی جناح اور مولانا محمد علی جوہر نے مارچ 1927ء میں پیش کیں۔

س62: تجاویز دہلی تحریر کریں؟ **(لاہور بورڈ 2010ء)**

ج: قائداعظم محمد علی جناح اور مولانا محمد علی جوہر نے مارچ 1927ء میں چند تجاویز پیش کیں۔ جن کی بنیاد پر آئندہ صوبائی اور مرکزی اسمبلی کے انتخابات میں حصہ لیا جانا تھا۔

i۔ سندھ کو بمبئی سے الگ کر کے صوبہ بنا دیا جائے۔

ii۔ صوبہ سرحد اور بلوچستان میں صوبائی اصلاحات نافذ کی جائیں۔

iii۔ صوبہ پنجاب اور بنگال میں مسلمانوں کو ان صوبوں کی آبادی کے لحاظ سے نمائندگی دی جائے۔

iv۔ مرکزی اور صوبائی اسمبلیوں میں مسلم نمائندگی ایک تہائی سے کم نہ ہو۔

س63: قائداعظم گورنر جنرل کی حیثیت سے کتنا عرصہ زندہ رہے؟

ج: قائداعظم محمد علی جناح 13 ماہ بحیثیت گورنر جنرل زندہ رہے۔

س64: اردو ہندی تنازعہ سے کیا مراد ہے؟

ج: 1867ء میں ہندوؤں نے انگریزی حکومت سے مطالبہ کیا کہ اردو کے بجائے ہندی کا نفاذ کر دیا جائے۔ اردو چونکہ مسلمانوں کی ثقافت کا اہم حصہ تھی۔ مسلمانوں نے اس کے خلاف آواز اٹھائی اور یوں یہ تنازعہ مسلمانوں کو آزادی کی نئی تڑپ دے کر ختم ہو گیا۔

س65: قیام کے وقت پاکستان کے کتنے صوبے تھے؟ نام لکھیے۔

ج: قیام کے وقت پاکستان پانچ صوبوں پر مشتمل تھا جن میں بنگال، سندھ، سرحد، پنجاب، بلوچستان شامل ہیں۔

س66: پاکستان کا نام کب اور کس نے تجویز کیا؟

ج: پاکستان کا نام چوہدری رحمت علی نے 1933 میں تجویز کیا۔

س67: المسوی اور المصفی کسے کہتے ہیں؟

ج: یہ حدیث کی کتاب موطا امام مالک کا فارسی اور عربی میں ترجمہ اور تشریح ہیں جو حضرت شاہ ولی اللہ نے کیے تھے۔ آپ دہلی میں حدیث کے ماہر مانے جاتے تھے۔

مندرجہ ذیل ہر سوال کے آخر میں چار ممکنہ جوابات دیئے گئے ہیں۔ درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

1۔ جنگِ آزادی کب لڑی گئی؟

الف۔ 1867ء ب۔ 1856ء ج۔ 1857ء د۔ 1957ء

2۔ اردو، ہندی تنازعہ شروع ہونے کا سن۔

الف۔ 1867ء ب۔ 1869ء ج۔ 1871ء د۔ 1873ء

3۔ لفظ ”پاکستان“ کے خالق کون ہیں؟

الف۔ سر سید احمد خاں ب۔ مولانا عبدالحلیم شرر ج۔ مولانا مرتضیٰ احمد میکش د۔ چوہدری رحمت علی

4۔ معاہدہ لکھنؤ کب طے پایا؟

الف۔ 1914ء ب۔ 1916ء ج۔ 1918ء د۔ 1920ء

5۔ مسلم لیگ قائم ہونے کا سن۔

الف۔ 1902ء　ب۔ 1904ء　ج۔ 1906ء　د۔ 1908ء

6۔ انڈین نیشنل کانگرس کب قائم کی گئی؟

الف۔ 1890ء　ب۔ 1894ء　ج۔ 1887ء　د۔ 1885ء

7۔ کابینہ مشن پلان کب ہندوستان آیا؟

الف۔ 1936ء　ب۔ 1946ء　ج۔ 1956ء　د۔ 1966ء

8۔ بنگال کی تقسیم کب ہوئی؟

الف۔ 1905ء　ب۔ 1910ء　ج۔ 1915ء　د۔ 1920ء

9۔ قائدِ اعظمؒ نے پہلی تعلیمی کانفرنس کب منعقد کروائی؟

الف۔ 1945ء　ب۔ 1946ء　ج۔ 1947ء　د۔ 1948ء

10۔ انجمن حمایت اسلام کے قیام کا سن۔

الف۔ 1882ء　ب۔ 1884ء　ج۔ 1886ء　د۔ 1888ء

11۔ تحریک خلافت کا آغاز کس سن میں ہوا؟

الف۔ 1909ء　ب۔ 1919ء　ج۔ 1929ء　د۔ 1940ء

12۔ سائمن کمیشن کب برصغیر آیا؟

الف۔ 1925ء　ب۔ 1930ء　ج۔ 1927ء　د۔ 1940ء

13۔ پہلی گول میز کانفرنس کب منعقد ہوئی؟

الف۔ 1926ء　ب۔ 1929ء　ج۔ 1930ء　د۔ 1932ء

14۔ علی گڑھ یونیورسٹی کا قیام کب عمل میں آیا؟

الف۔ 1910ء　ب۔ 1920ء　ج۔ 1915ء　د۔ 1820ء

15۔ قائدِ اعظمؒ نے 14 نکات کب پیش کیے؟

الف۔ 1928ء　ب۔ 1927ء　ج۔ 1929ء　د۔ 1930ء

16۔ انگریزوں (ایسٹ انڈیا کمپنی) نے کب نواب سراج الدولہ کو شکست دے کر بنگال پر قبضہ کیا؟

الف۔ 1799ء　ب۔ 1757ء　ج۔ 1857ء　د۔ 1767ء

17۔ انگریزوں (ایسٹ انڈیا کمپنی) نے کب ٹیپو سلطان کو شکست دے کر میسور پر قبضہ کیا؟

الف۔ 1799ء　ب۔ 1757ء　ج۔ 1899ء　د۔ 1767ء

18۔ سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ نے بالاکوٹ کے مقام پر شہادت پائی۔

الف۔ 6 مئی 1731ء　ب۔ 6 مئی 1741ء　ج۔ 6 مئی 1831ء　د۔ 6 مئی 1841ء

19۔ سید احمد شہید اور شاہ اسماعیل شہیدؒ نے کن کے ساتھ لڑتے ہوئے شہادت پائی؟

الف۔ ہندوؤں　ب۔ انگریزوں　ج۔ مرہٹوں　د۔ سکھوں

20۔ سر سید احمد خان کہاں پیدا ہوئے۔

الف۔ لاہور میں ب۔ دہلی میں ج۔ جہلم میں د۔ کشمیر میں

21۔ جنگِ آزادی میں مسلمانوں اور ہندوؤں نے مل کر مقابلہ کیا۔

الف۔ سکھوں ب۔ انگریزوں ج۔ مرہٹوں د۔ جاٹوں

22۔ یہ کس نے فرمایا تھا کہ پاکستان کی بنیاد اسی روز پڑ گئی تھی جب پہلا ہندو مسلمان ہوا۔

الف۔ علامہ اقبالؒ نے ب۔ شاہ ولی اللہؒ نے ج۔ سر سید احمد خاں نے د۔ قائدِ اعظمؒ نے

23۔ سر سید احمد خاں نے ہندوؤں اور مسلمانوں کو علیٰحدہ قوم قرار دیتے ہوئے مسلمانوں کے لیے برصغیر کی تاریخ میں سب سے پہلے کب قوم کا لفظ استعمال کیا؟

الف۔ 1768ء ب۔ 1867ء ج۔ 1858ء د۔ 1968ء

24۔ جان برائٹ نے مسلمانوں کی الگ ریاست کا تصور پیش کیا۔

الف۔ 1768ء ب۔ 1868ء ج۔ 1858ء د۔ 1968ء

25۔ مولانا جمال الدین افغانی نے دوقومی نظریہ پیش کیا۔

الف۔ 1889ء ب۔ 1789ء ج۔ 1879ء د۔ 1868ء

26۔ مولانا عبدالحلیم شرر نے دوقومی نظریہ پیش کیا۔

الف۔ 1890ء ب۔ 1790ء ج۔ 1880ء د۔ 1870ء

27۔ ولایت علی بمبوق نے مسلمانوں کے لیے علیٰحدہ ریاست کا تصور پیش کیا۔

الف۔ 1813ء ب۔ 1903ء ج۔ 1913ء د۔ 1923ء

28۔ چوہدری رحمت علی نے پاکستان کا نام تجویز کیا۔

الف۔ 1933ء ب۔ 1833ء ج۔ 1943ء د۔ 1923ء

29۔ مولانا اشرف علی تھانوی نے مسلمانوں کی الگ ریاست کا تصور پیش کیا۔

الف۔ 1938ء ب۔ 1928ء ج۔ 1858ء د۔ 1968ء

30۔ شاہ ولی اللہؒ مشہور استاد تھے۔

الف۔ حدیث ب۔ فقہ ج۔ قرآن پاک د۔ جدید علوم

31۔ مسلم لیگ اور کانگریس کے درمیان میثاقِ لکھنؤ کس کی کوششوں سے طے پایا۔

الف۔ چوہدری رحمت علی ب۔ لیاقت علی خاں ج۔ علامہ اقبالؒ د۔ قائدِ اعظمؒ

32۔ شملہ وفد کب سر آغا خاں کی قیادت میں لارڈ منٹو سے ملا؟

الف۔ 1906ء ب۔ 1907ء ج۔ 1908ء د۔ 1916ء

33۔ مسلم لیگ 30 دسمبر 1906ء کو کہاں قائم ہوئی؟

الف۔ ممبئی ب۔ لاہور ج۔ دہلی د۔ ڈھاکہ

34۔ منٹو مارلے اصلاحات کب پیش کی گئیں جس میں مسلمانوں کا جداگانہ انتخابات کا مطالبہ تسلیم کرلیا گیا؟

الف۔ 1906ء ب۔ 1909ء ج۔ 1908ء د۔ 1919ء

35۔ کانگریسی وزارتیں قائم ہوئیں۔

الف۔ 1937ء ب۔ 1927ء ج۔ 1938ء د۔ 1939ء

36۔ قراردادِ پاکستان کب منظور ہوئی؟

الف۔ 23مارچ1940ء ب۔ 23مارچ 1930ء ج۔ 23مارچ 1939ء د۔ 23مارچ 1941ء

37۔ شاہ ولی اللہؒ کس صدی کے مجدّد تھے؟

الف۔ پندرہویں ب۔ سولھویں ج۔ سترہویں د۔ اٹھارہویں

38۔ شاہ ولی اللہ کہاں پیدا ہوئے؟

الف۔ لکھنؤ ب۔ لاہور ج۔ دہلی د۔ امرتسر

39۔ نجیب الدولہ اور احمد شاہ ابدالی کو ہندوستان پر حملے کی دعوت کس نے دی؟

الف۔ شاہ ولی اللہؒ ب۔ سرسید احمد خاں ج۔ علامہ اقبالؒ د۔ حاجی شریعت اللہ

40۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ نے قرآن پاک کا کس زبان میں ترجمہ کیا؟

الف۔ اُردو ب۔ فارسی ج۔ سندھی د۔ ہندی

41۔ فرائضی تحریک کے بانی کون تھے؟

الف۔ شاہ ولی اللہؒ ب۔ سرسید احمد خاں ج۔ علامہ اقبالؒ د۔ حاجی شریعت اللہ

42۔ فرائضی تحریک کس صوبے کی مقبول ترین تحریک تھی؟

الف۔ بنگال ب۔ پنجاب ج۔ سندھ د۔ یو۔ پی

43۔ حاجی شریعت اللہؒ کے بعد کس نے فرائضی تحریک کو جاری رکھتے ہوئے اسے عوامی تحریک بنایا؟

الف۔ حاجی محمد محسن عرف دودھومیاں ب۔ شاہ ولی اللہؒ ج۔ مولوی فضل حق د۔ شاہ اسمٰعیل شہیدؒ

44۔ فرائضی تحریک نے مسلمان کاشتکاروں کو کن زمینداروں کے ظلم وستم سے بچانے میں اہم کردار ادا کیا۔

الف۔ ہندو ب۔ سکھ ج۔ راجپوت د۔ انگریز

45۔ 1857ء کی جنگ آزادی کے بعد مسلمانوں کی رہنمائی کا بیڑا کس نے اُٹھایا؟

الف۔ حاجی شریعت اللہ ب۔ سرسید احمد خاں ج۔ شاہ اسمٰعیل شہیدؒ د۔ قائدِ اعظمؒ

46۔ سرسید احمد خاں کب دہلی میں پیدا ہوئے؟

الف۔ 17اکتوبر1817ء ب۔ 17اکتوبر1717ء ج۔ 17اکتوبر1917ء د۔ 17اکتوبر1807ء

47۔ سرسید احمد خاں نے کب کچہری میں نائب منشی کی حیثیت سے ملازمت کا آغاز کیا؟

الف۔ 1835ء ب۔ 1735ء ج۔ 1825ء د۔ 1845ء

48۔ سرسید احمد خاں نے مراد آباد میں ایک فارسی سکول قائم کیا۔

الف۔ 1859ء ب۔ 1759ء ج۔ 1959ء د۔ 1857ء

49۔ سرسید احمد خاں نے غازی پور میں سائنٹیفک سوسائٹی کی بنیاد کب رکھی۔

الف۔ 1863ء ب۔ 1763ء ج۔ 1963ء د۔ 1853ء

50۔ سرسید احمد خاں نے علی گڑھ میں محمڈن اینگلو اورینٹل (MAO) سکول کی بنیاد رکھی۔

الف۔ 1875ء ب۔ 1975ء ج۔ 1775ء د۔ 1862ء

51۔ اے۔او ہیوم نے کانگرس کی بنیاد کب رکھی؟

الف۔ 1885ء ب۔ 1785ء ج۔ 1895ء د۔ 1875ء

52۔ رسالہ ''اسباب بغاوت ہند'' کس کی اہم سیاسی خدمت تھی، جس میں جنگِ آزادی کے اصل اسباب بیان کیے گئے تھے؟

الف۔ علامہ اقبالؒ ب۔ قائدِ اعظمؒ ج۔ شاہ ولی اللہؒ د۔ سرسید احمد خاں

53۔ سرسید احمد خاں کی تعلیمی سرگرمیوں کا مرکز کون سا شہر تھا؟

الف۔ دہلی ب۔ بجنور ج۔ علی گڑھ د۔ لاہور

54۔ سرسید احمد خاں نے کب وفات پائی۔

الف۔ 1898ء ب۔ 1862ء ج۔ 1892ء د۔ 1908ء

55۔ قائدِ اعظمؒ نے کب مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی؟

الف۔ 1913ء ب۔ 1923ء ج۔ 1934ء د۔ 1906ء

56۔ 1930 میں مسلمانوں کی الگ ریاست کا تصور کس شخصیت نے دیا؟

الف۔ مولانا محمد علی جوہر ب۔ سرسید احمد خان ج۔ علامہ اقبال د۔ شاہ ولی اللہ

57۔ کانگریسی وزارتوں نے کب استعفےٰ دیے؟

الف۔ 1937ء ب۔ 1939ء ج۔ 1935ء د۔ 1940ء

58۔ سراج الدولہ کس جنگ میں شہید ہوئے؟

الف۔ جنگ پلاسی ب۔ جنگ بدر ج۔ جنگ بلقان د۔ جنگ قادسیہ

59۔ پہلی جنگِ عظیم 1914ء میں شروع ہوئی جبکہ ختم ہوئی۔

الف۔ 1918ء ب۔ 1920ء ج۔ 1945ء د۔ 1939ء

60۔ پہلی جنگِ عظیم کن دو طاقتوں کے درمیان لڑی گئی؟

الف۔ برطانیہ اور روس ب۔ برطانیہ اور جرمنی ج۔ برطانیہ اور امریکہ د۔ برطانیہ اور برصغیر

61۔ لارڈ چیمسفورڈ اصلاحات اور رولٹ ایکٹ کو برصغیر میں کب نافذ کیا گیا؟

الف۔ 1909ء ب۔ 1916ء ج۔ 1917ء د۔ 1919ء

62۔ تحریک عدمِ تعاون کا آغاز کس سن میں ہوا۔

الف۔ 1920ء ب۔ 1916ء ج۔ 1917ء د۔ 1919ء

63۔ نہرو رپورٹ پیش کی گئی۔

الف۔ 1928ء ب۔ 1927ء ج۔ 1929ء د۔ 1930ء

64- قائدِ اعظمؒ مسلم لیگ کے صدر کب بنے؟

الف۔ 1934ء ب۔ 1933ء ج۔ 1913ء د۔ 1930ء

65- برصغیر میں برطانوی حکومت نے نیا آئین متعارف کروایا۔

الف۔ 1935ء ب۔ 1934ء ج۔ 1940ء د۔ 1930ء

66- پاکستان کا نام کب تجویز ہوا؟

الف۔ 1935ء ب۔ 1934ء ج۔ 1939ء د۔ 1930ء

67- محمد علی جناح کو پٹنہ میں قائدِ اعظم کے خطاب سے کب نوازا گیا؟

الف۔ 1928ء ب۔ 1938ء ج۔ 1939ء د۔ 1940ء

68- برصغیر کے مسلمانوں نے 22 دسمبر 1939ء کو کس کے مشورے سے یومِ نجات منایا؟

الف۔ علامہ اقبالؒ ب۔ قائدِ اعظمؒ ج۔ لیاقت علی خان د۔ مولوی فضل حق

69- قراردادِ لاہور قائدِ اعظم کی صدارت میں 1940ء میں مسلم لیگ کے کونسے اجلاس میں منظور ہوئی؟

الف۔ ستائیسویں ب۔ تیسویں ج۔ اٹھائیسویں د۔ چالیسویں

70- 1940ء میں مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں مشہور قرارداد پاکستان کس نے پیش کی؟

الف۔ مولوی فضل حق ب۔ قائدِ اعظمؒ ج۔ علامہ اقبالؒ د۔ لیاقت علی خاں

71- سرسٹیفورڈ کرپس کی سربراہی میں کرپس مشن کب برصغیر آیا؟

الف۔ 1930ء ب۔ 1940ء ج۔ 1942ء د۔ 1941ء

72- ویول پلان کب پیش ہوا؟

الف۔ 1945ء ب۔ 1940ء ج۔ 1942ء د۔ 1941ء

73- 1945-46 کے الیکشن میں مسلم لیگ نے مرکزی اسمبلی میں کتنے فیصد نشستیں حاصل کیں؟

الف۔ 90 ب۔ 80 ج۔ 100 د۔ 95

74- 1945-46 کے الیکشن میں مسلم لیگ نے صوبائی اسمبلیوں میں کتنے فیصد نشستیں حاصل کیں؟

الف۔ 79 ب۔ 80 ج۔ 100 د۔ 95

75- مرکزی اور صوبائی اسمبلیوں کے مسلم لیگی ارکان کا دہلی میں کنونشن قائدِ اعظمؒ کی صدارت میں کب ہوا؟

الف۔ 1945ء ب۔ 1944ء ج۔ 1946ء د۔ 1947ء

76- دوسری جنگِ عظیم 1939ء میں شروع ہوئی جبکہ ختم ہوئی۔

الف۔ 1945ء ب۔ 1944ء ج۔ 1946ء د۔ 1947ء

77- لارڈ ویول کی تجاویز پر غور کرنے کے لیے شملہ کانفرنس منعقد ہوئی۔

الف۔ 1945ء ب۔ 1944ء ج۔ 1946ء د۔ 1947ء

78- 1945-46ء کے انتخابات نے ثابت کر دیا کہ مسلم لیگ نمائندہ جماعت ہے۔

الف۔ ہندوؤں کی ب۔ سکھوں کی ج۔ مسلمانوں کی د۔ مرہٹوں کی

79۔ انگلستان میں لیبر پارٹی کی حکومت قائم ہوئی۔

الف۔ 1945ء ب۔ 1944ء ج۔ 1946ء د۔ 1947ء

80۔ کابینہ مشن پلان (1946ء) کتنے ارکان پر مشتمل تھا؟

الف۔ چار ب۔ چھ ج۔ دو د۔ تین

81۔ برصغیر کے مسلمانوں نے عوامی سطح پر یومِ راست اقدام منایا۔

الف۔ 1945ء ب۔ 1944ء ج۔ 1946ء د۔ 1947ء

82۔ برصغیر میں عبوری حکومت کا قیام عمل میں آیا۔

الف۔ 1945ء ب۔ 1944ء ج۔ 1946ء د۔ 1947ء

83۔ لارڈ ماؤنٹ بیٹن برصغیر کے آخری وائسرائے بن کر برصغیر آئے۔

الف۔ 1945ء ب۔ 1944ء ج۔ 1946ء د۔ 1947ء

84۔ برطانوی حکومت نے قانون آزادئ ہند کب منظور کیا؟

الف۔ 18 جولائی 1945ء ب۔ 18 جون 1947ء ج۔ 18 جون 1946ء د۔ 18 جولائی 1947ء

85۔ پنجاب اور بنگال کی تقسیم کے لیے باؤنڈری کمیشن کے سربراہ تھے۔

الف۔ ریڈ کلف ب۔ ماؤنٹ بیٹن ج۔ کرپس د۔ لارڈ منٹو

86۔ پاکستان اور بھارت کے درمیان اب تک کتنی جنگیں لڑی جا چکی ہیں؟

الف۔ دو ب۔ چار ج۔ تین د۔ پانچ

87۔ پاکستان (14 اگست 1947ء) رمضان المبارک کی کس تاریخ کو معرضِ وجود میں آیا؟

الف۔ 27 ب۔ 25 ج۔ 26 د۔ 28

88۔ قیام پاکستان کے وقت پاکستان کتنے صوبوں پر مشتمل تھا؟

الف۔ پانچ ب۔ دو ج۔ چار د۔ چھ

89۔ انگریزوں نے تقسیم بنگال کو منسوخ کیا۔

الف۔ 1905ء ب۔ 1906ء ج۔ 1910ء د۔ 1911ء

90۔ پاکستان کے گورنر جنرل اور وزیراعظم کے عہدے پر قائم رہے۔

الف۔ علامہ اقبال ب۔ خواجہ ناظم الدین ج۔ لیاقت علی خان د۔ محمد علی بوگرہ

91۔ پاکستان میں شامل ہونے کے لئے سلہٹ (آسام) میں ریفرنڈم کب کروایا گیا؟

الف۔ 1945ء ب۔ 1944ء ج۔ 1946ء د۔ 1947ء

92۔ مشرقی بنگال سے تعلق رکھنے والے کونسے رہنما پاکستان کے دوسرے گورنر جنرل اور وزیراعظم رہ چکے ہیں؟

الف۔ حسین شہید سہروردی ب۔ مولوی فضل حق ج۔ خواجہ ناظم الدین د۔ شیخ مجیب الرحمٰن

93۔ برصغیر کے مسلمانوں نے تجاویزِ دہلی کب پیش کیں؟

الف۔ 1930ء ب۔ 1928ء ج۔ 1927ء د۔ 1925ء

94۔ بلوچستان میں مسلم لیگ کی برانچ کے قیام کا سہرا کس کے سر ہے؟
الف۔ میر جعفر خاں جمالی ب۔ قاضی محمد عیسیٰ ج۔ نواب محمد خاں جوگیزئی د۔ علامہ اقبالؒ

95۔ بلوچستان میں مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کا قیام عمل میں آیا۔
الف۔ 1943ء ب۔ 1940ء ج۔ 1906ء د۔ 1945ء

96۔ پاکستان کے ساتھ بلوچستان کے الحاق کا اعلان شاہی جرگے میں کس نے کیا؟
الف۔ میر جعفر خاں جمالی ب۔ قاضی محمد عیسیٰ ج۔ نواب محمد خان جوگیزئی د۔ علامہ اقبالؒ

97۔ پنجاب کے منشی چراغ دین نے 1884ء میں قائم کی۔
الف۔ انجمن حمایت اسلام ب۔ تحریک دیوبند ج۔ تحریک علی گڑھ د۔ جمعیت علمائے اسلام

98۔ 1945-46 کے انتخابات کے بعد پنجاب میں کونسی پارٹی کانگریس کے تعاون سے برسرِ اقتدار آئی؟
الف۔ یونینیسٹ پارٹی ب۔ مسلم لیگ ج۔ لیبر پارٹی د۔ پیپلز پارٹی

99۔ چوہدری رحمت علی کا تعلق کس صوبے سے تھا؟
الف۔ پنجاب ب۔ سندھ ج۔ سرحد د۔ بلوچستان

100۔ سر عبداللہ ہارون کا تعلق کس صوبے سے تھا؟
الف۔ پنجاب ب۔ سندھ ج۔ سرحد د۔ بلوچستان

101۔ پیر صاحب مانکی شریف اور پیر صاحب زکوڑی شریف کا تعلق کس صوبے سے تھا؟
الف۔ پنجاب ب۔ سندھ ج۔ سرحد د۔ بلوچستان

102۔ قاضی محمد عیسیٰ، میر جعفر خاں جمالی اور نواب محمد خاں جوگیزئی کا تعلق کس صوبے سے تھا؟
الف۔ پنجاب ب۔ سندھ ج۔ سرحد د۔ بلوچستان

103۔ مولوی فضل حق، حسین شہید سہروردی اور خواجہ ناظم الدین کا تعلق کس صوبے سے تھا؟
الف۔ پنجاب ب۔ سندھ ج۔ سرحد د۔ مشرقی بنگال

104۔ پاکستان معرض وجود میں آیا۔
الف۔ 1970 ب۔ 1979 ج۔ 1980 د۔ 1985

105۔ پاکستان کے کس صوبے کو باب الاسلام کہا جاتا ہے؟
الف۔ پنجاب ب۔ سندھ ج۔ سرحد د۔ بلوچستان

106۔ 1940ء کی قراردادِ لاہور کی سندھ کی طرف سے حمایت کس نے کی؟
الف۔ سر عبداللہ ہارون ب۔ قائدِ اعظمؒ ج۔ چوہدری رحمت علی د۔ علامہ اقبالؒ

107۔ پنجاب کی کس خاتون نے جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے سول سیکرٹریٹ لاہور سے انگلستان کا پرچم اُتار کر مسلم لیگ کا جھنڈا لہرایا؟
الف۔ عائشہ ب۔ فاطمہ صغریٰ ج۔ بیگم رعنا لیاقت علی خاں د۔ آمنہ

108۔ قائدِ اعظم نے چودہ نکات میں سندھ کو کس صوبہ سے الگ کرنے کا مطالبہ کیا؟
الف۔ پنجاب ب۔ ممبئی ج۔ سرحد د۔ یو۔پی

109۔ قائداعظم نے چودہ نکات میں کن صوبوں میں دیگر صوبوں کے برابر اصلاحات نافذ کرنے کا مطالبہ کیا؟
الف۔ سرحد اور بلوچستان ب۔ بلوچستان اور پنجاب ج۔ پنجاب اور سندھ د۔ مشرقی بنگال اور پنجاب

110۔ تحریک خلافت کے سرگرم رکن تھے۔
الف۔ قائدِاعظمؒ ب۔ لیاقت علی خاں ج۔ خواجہ ناظم الدین د۔ مولانا محمد علی جوہر

111۔ صوبہ سرحد کو دوسرے صوبوں کے برابر صوبے کا درجہ کس ایکٹ کے مطابق دیا گیا؟
الف۔ 1945ء ب۔ 1935ء ج۔ 1940ء د۔ 1919ء

112۔ پاکستان کے پہلے گورنر جنرل تھے۔
الف۔ قائدِاعظمؒ ب۔ لیاقت علی خاں ج۔ خواجہ ناظم الدین د۔ علامہ اقبال

113۔ پاکستان کے پہلے وزیرِاعظم تھے
الف۔ قائدِاعظمؒ ب۔ لیاقت علی خاں ج۔ خواجہ ناظم الدین د۔ علامہ اقبال

114۔ قیامِ پاکستان کے بعد کس آئین میں مناسب تبدیلیاں کر کے ملک کا نظام چلایا گیا؟
الف۔ 1945ء ب۔ 1935ء ج۔ 1940ء د۔ 1919ء

115۔ قائدِاعظمؒ کتنے ماہ تک پاکستان کے گورنر جنرل رہے؟
الف۔ 13ماہ ب۔ 11ماہ ج۔ 15ماہ د۔ 14ماہ

116۔ قیامِ پاکستان کے بعد انتظامی ڈھانچہ مرتب کرنے کے لیے کس کی سرکردگی میں کمیٹی تشکیل دی گئی؟
الف۔ قائدِاعظمؒ ب۔ لیاقت علی خاں ج۔ خواجہ ناظم الدین د۔ چوہدری محمد علی

117۔ پاکستان اور ہندوستان کے درمیان کشمیر کے محاذ پر پہلی جنگ لڑی گئی۔
الف۔ 1948ء ب۔ 1965ء ج۔ 1949ء د۔ 1971ء

118۔ قائدِاعظمؒ نے 11 ستمبر 1948ء میں کس مرض کی وجہ سے وفات پائی؟
الف۔ ٹی۔بی ب۔ تشنج ج۔ یرقان د۔ ٹائیفائیڈ

119۔ مولانا مرتضیٰ احمد میکش نے مسلمانوں کو الگ ریاست کا تصور دیا۔
الف۔ 1938ء ب۔ 1928ء ج۔ 1858ء د۔ 1968ء

120۔ ایم۔اے۔او سکول کو کالج کا درجہ کب دیا گیا؟
الف۔ 1875ء ب۔ 1920ء ج۔ 1863ء د۔ 1877ء

121۔ برصغیر کے مسلمانوں نے قائدِاعظمؒ کے مشورے سے یومِ نجات کب منایا؟
الف۔ 1937ء ب۔ 1939ء ج۔ 1938ء د۔ 1946

122۔ شاعرِ مشرق کہا جاتا ہے۔
الف۔ علامہ اقبال کو ب۔ حفیظ جالندھری کو ج۔ عمر خیام کو د۔ پروین شاکر

جوابات

1۔	ج	2۔	الف	3۔	د	4۔	ب	5۔	ج	6۔	د
7۔	ب	8۔	الف	9۔	ج	10۔	ب	11۔	ب	12۔	ج
13۔	ج	14۔	ب	15۔	ج	16۔	ب	17۔	الف	18۔	ج
19۔	د	20۔	الف	21۔	ب	22۔	د	23۔	ب	24۔	ج
25۔	ج	26۔	الف	27۔	ج	28۔	الف	29۔	ب	30۔	الف
31۔	د	32۔	الف	33۔	د	34۔	ب	35۔	الف	36۔	الف
37۔	د	38۔	ج	39۔	الف	40۔	ب	41۔	د	42۔	الف
43۔	الف	44۔	الف	45۔	ب	46۔	الف	47۔	الف	48۔	الف
49۔	الف	50۔	الف	51۔	الف	52۔	د	53۔	ج	54۔	الف
55۔	الف	56۔	ج	57۔	ب	58۔	الف	59۔	الف	60۔	ب
61۔	د	62۔	الف	63۔	الف	64۔	الف	65۔	الف	66۔	د
67۔	ب	68۔	ب	69۔	الف	70۔	الف	71۔	ج	72۔	الف
73۔	ج	74۔	الف	75۔	ج	76۔	الف	77۔	الف	78۔	ج
79۔	الف	80۔	د	81۔	ج	82۔	ج	83۔	د	84۔	د
85۔	الف	86۔	ج	87۔	الف	88۔	الف	89۔	د	90۔	د
91۔	د	92۔	ج	93۔	ج	94۔	ب	95۔	الف	96۔	ج
97۔	الف	98۔	الف	99۔	الف	100۔	ب	101۔	ج	102۔	د
103۔	د	104۔	ب	105۔	ب	106۔	الف	107۔	ب	108۔	ب
109۔	الف	110۔	د	111۔	ب	112۔	الف	113۔	ب	114۔	ب
115۔	الف	116۔	د	117۔	الف	118۔	الف	119۔	ب	120۔	د
121۔	ب	122۔	الف								